

غیر مقلدوں کے پیچھے نماز  
ناروا ہے



مکتبہ جمال کرم لاہور

النہی الاکید عن الصلوة وداء عدی التقليد  
بلقب

کاشف مظاہر المذہبان

# غیر مقلدوں کے پیچھے نماز ناروا ہے

مُصَنَّف:-

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خان بریلوی

تدوین جدید

مولانا ظفر اقبال قطیار (فاضل بصیرہ شریف)

ناشر:-

مکتبہ جمال کرم

دکان نمبر ۹ - سستا ہوٹل دربار مارکیٹ لاہور





الحمد لله الذي هدانا لهذا السنن ووفانا المحن وجعل فينا كل امام حسبه  
يتاسى وعليه يؤتمن. واغنانا ان نفتدى باهل الفتن. والصلوة الحنانه والسلام  
الاحسن على الامام الامين الا من محمد مربي الروح والبدن وآله وصحبه في  
السر والعلن والائمة المجتهدين مصابيح الزمن. كاشفي ما خفي وظهري ما  
بطن الثقات السرات هذه السنن. السقة الفراء من فوات السنن. وعلينا بهم يا  
عظيم المنن واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمد عبده  
ورسوله صلى الله عليه وربه وسلم ومن. اما بعد

یہ چند سطور جناب مولوی فضل الرحمن حفظہ اللہ عن الشر کے ایک سوال کے جواب میں تحریر کی  
جاری ہیں جو انہوں نے مجھے فقیر ہنسرا عبدالمصطفیٰ احمد رضا محمدی سنی حنفی قادری برکاتی  
بریلوی (غفر اللہ لہ وحق اللہ واصح علمہ) سے پوچھا۔ ان سطور سے انشاء اللہ قارئین پوری  
طرح مستفید ہوں گے۔ مولوی فضل الرحمن صاحب (اللہ تعالیٰ انہیں ہر قسم کے شر سے محفوظ  
رکھے) جامع مسجد فیروز پور پنجاب کے امام ہیں۔ ان دنوں میں مونگیر بنگالہ سے بھیجے گئے  
ایک سوال کے جواب میں ”تحلی الیقین بان نبینا سید المرسلین“ کے نام سے رسالہ

کلمے میں مشغول تھا۔ اس کے علاوہ پنجاب کے بعض دوسرے سوالات کے جوابات قلم بند  
کرنا ضروری تھا کیونکہ یہ استفسارات پہلے ہوئے تھے اس لئے ان کے جوابات اس مراسلہ  
کے جواب سے پہلے قلم بند کرنا ضروری تھا سو ان سے فارغ ہو کر میں رسالہ ”النہی الاکید  
عن الصلوۃ وراء عدی التقليد“ تحریر کر رہا ہوں۔ اس میں اس حقیقت کو بیان کیا گیا  
ہے کہ غیر مقلدین کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز نہیں۔ اس ضمن میں ان کے عقائد و نظریات  
اور نکتہ فریب بھی ملاحظہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اس مختصر سی تحریر کو قبول فرمائے۔ اور اسے اہل  
ملت والجماعت کے لئے نفع بخش بنائیں۔ یہ بات یاد رہے کہ یہ رسالہ کسی غیر مقلد کے رد  
میں نہیں لکھا جا رہا بلکہ ایک استفسار کا جواب فیروز پور کے علاقہ کا ایک مولوی جو لکھ کے  
مولویوں کا شاگرد ہے اور ان دنوں مسجد قصاباں خورد میں امامت کے فرائض سرانجام دے  
رہا ہے۔ ”رسالہ شاة طہور“ جس میں حضرت ابن عربی مولانا روم اور مولانا عبدالرحمن جامی  
علیہ الرحمۃ کی تکفیر کی گئی ہے اپنے دستخطوں سے اس تکفیر کی تصدیق کر چکا ہے۔ کئی لوگ اس  
کی گواہی دے سکتے ہیں رسالہ تصریح اباحت فرید کوٹ کے صفحہ 41 کے متن اور حاشیہ میں  
بھی اس کا کسی قدر ذکر موجود ہے۔ مقلدین اور غیر مقلدین کے درمیان فرید کوٹ میں جو  
منظرہ ہوا تھا یہ شخص ریاست سے رخصت لے کر آیا اور اس نے غیر مقلدین کی ہمنوائی کی  
جیسا کہ 11 فروری 1883ء کے اشتہار مطبوعہ ریاست فرید کوٹ سے ظاہر ہے اور اس میں  
غیر مقلدین علماء کے زمرہ میں اس کا نام بھی موجود ہے۔ اس کے علاوہ کئی دوسرے مسائل  
میں اس کی رائے اور کئی واقعات یہ ظاہر کرتے ہیں کہ مذکورہ شخص غیر مقلد ہے۔ حال ہی  
میں ایک عورت مسماۃ فاطمہ بنت امام الدین کو اس کے شوہر نے تحریری طلاق دے دی۔  
بائیس دن کے بعد ابھی عدت کے ایام باقی تھے کہ مذکورہ مولوی صاحب نے اس عورت کا  
نکاح ہابو مین ملازم سکوت لال کرنی سے کر دیا۔ جب اس پر اعتراض ہوا تو اس نے ترمذی  
کی ایک حدیث بطور دلیل مسجد بو جرائن کلاں کے امام مولوی جلال الدین کو دکھائی کہ خلع کی



عدت ایک حیض ہے۔ اس کے جواب میں فتح القدیر وغیرہ کی کتب عبارات پیش کی گئیں اور اسے بتایا گیا کہ بخاری وغیرہ کتب حدیث کی ان روایت کی روشنی میں۔ خلع طلاق ہے اور جمہور آئمہ سلف و خلف کا یہی مذہب ہے۔ اور طلاق خلع اور لعان سب کی عدت تین حیض ہے۔ سو یہ نکاح حنفی، مالکی اور شافعی سب کے نزدیک ناجائز ہے کیونکہ عدت ابھی پوری نہیں ہوئی۔ از راہ کرم فرمائیے کہ ایسا شخص جو حرام کو حلال کہے اور اسلاف کے طریقے کو چھوڑ دے اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا تو جروا۔

سائل۔ فقیر محمد فضل الرحمن امام جامع مسجد صدر بازار فیروز پور پنجاب 10 شوال 1305ء جواب ہے۔ اس لئے اس کو ایک فتویٰ کی حیثیت سے ملاحظہ کریں۔ اگر کوئی شخص رد و ہایت کے موضوع کا شائق ہو تو انہیں علمائے کرام کی کتب کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ فقیر کے کئی رسائل ہیں۔ جن کو "مجموعہ البہارۃ الشارکہ علی مارقۃ الشارکہ" کے نام سے جمع کئے گئے ہیں۔ اس ضمن میں اس کو بھی دیکھا جاسکتا ہے۔ وحسبنا اللہ ونعم الوکیل و افضل الصلوٰۃ علی الحبیب الجمیل وآلہ وصحبہ بالوف التجبیل آمین آمین یا عزیز یا جلیل۔

استفتاء بخد مت ہارکت حضرت مولانا و بالفضل والکمال لہ اولیٰنا مخدوم و مکرم حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب سلمہ الرحمن۔ سلام مسنون بہ نیاز قرون کے بعد عرض ہے کہ لہ اس استفتاء کا جواب مرحمت فرمادیں۔ قابل صد عزت و تکریم جناب مولانا احمد رضا خان صاحب سلمہ الرحمن۔ کہ عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہوں۔ مولوی غلام

جناب کی خدمت میں گزارش ہے کہ ایک استفتاء کا جواب مرحمت فرمائیں عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہوں۔ مسجد خلاقہ فیروز پور سے تعلق رکھنے والے ایک مولوی جو لکھ کے مولویوں کے شاگرد ہیں اور مسجد قصاباں خورد میں امامت کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں اس نے رسالہ "شاہ طہور" جس میں حضرت ابن عربی مولانا روم اور مولانا عبد الرحمن

جای علیہ الرحمۃ کو کافر لکھا گیا ہے اپنے دستخطوں سے تصدیق کی ہے۔ اس کی تصدیق کی گواہی بہت سے لوگ دے سکتے ہیں۔ رسالہ تصریح اباحت فرید کوٹ کے صفحہ 41 کے متن اور حاشیہ میں بھی اس کا کسی قدر ذکر موجود ہے۔ جب فرید کوٹ میں مقلدین اور غیر مقلدین کے درمیان مناظرہ ہوا تھا تو یہ مولوی غیر مقلدوں کا معاون تھا اور ریاست سے رخصت لے کر یہاں آیا ہوا تھا۔

### جواب

مجھے زید و عمر کی ذات سے کوئی غرض نہیں۔ اولیاء کرام قدست اسراہم کی عظمت شان کوئی دھکی چھپی حقیقت نہیں ان کی شان میں گستاخی کی جو سزا قیامت کو ملے گی اس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ جن دریدہ دین لوگوں کا مسلک ہی آئمہ کبار اور علمائے عظام کو نعوذ باللہ مشرک کہنا ہو ان سے یہ بعید ہے کہ وہ اولیاء کرام کی شان میں گستاخی کے مرتکب نہ ہوں۔ انہیں کہنا جنہیں کہ اولیاء کو اللہ تعالیٰ نے کیا مقام و مرتبہ عطا فرمایا ہے۔ اس موضوع کو یہاں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ اس کے لئے دفتر کے دفتر درکار ہیں عدل کا تقاضا یہ ہے کہ علم باطن کا انکار نہ کیا جائے۔

### احادیث

یہ بحرنا پیدہ کنار ہے۔ یہ لوگ اس بحر معرفت کے لائق نہیں۔ میں اصل موضوع کی طرف آتا ہوں کہ کیا غیر مقلدین کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ اس پر علمائے سیر حاصل گفتگو کر چکے ہیں پہلے میں ایک مقدمہ تحریر کروں گا اور اس کے بعد اصل مسئلہ کی طرف آؤں گا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید کرتا ہوں کہ جواب قارئین کے لئے کافی و شافعی ہوگا اور انہیں پوری طرح فائدہ دے گا۔

وباللہ التوفیق وبہ الوصول الی دری التحقیق انہ طعم المعین والحمد للہ

رب العالمین۔



## مقدمہ (غیر مقلدین بدعتی ہیں)

غیر مقلدین آئمہ دین کے تقلید کا انکار کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک مذاہب اربعہ (حنفی، شافعی، حنبلی اور مالکی) کی تقلید شریعت سے انحراف آئمہ کرام کی حیثیت راضیان اور احبار کی سی ہے۔ تمام مسلمان کافر اور مشرک ہیں۔ قرآن وحدیث کو ہر آدمی سمجھتا ہے آئمہ کرام کے ارشادات کو پرکھ کر اپنی رائے قائم کر سکتا ہے۔ غیر مقلدین بلاشبہ گمراہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حلال کردہ اشیاء کو حرام اور حرام کردہ اشیاء کو حلال گردانتے ہیں ان کا بدعتی بد مذہب گمراہ بے ادب اور فاسق و فاجر ہونا اظہر من الشمس ہے اور اس بارے کسی قسم کا شک نہیں۔ بلکہ یوں کہنا بے جا نہ ہوگا کہ تمام فرق باطلہ سے یہ لوگ زیادہ شریر فاجر و فاسق اور گمراہ کن ہیں۔ اہل علم و بصیرت خوب جانتے ہیں کہ ان کا وجود امت مسلمہ کیلئے رسم قاتل ہے۔ ایک حدیث پاک سے ثابت ہے امام بخاری نے امام بغویؒ تہذیب الاثر امام طبری نے موصولاً روایت کی ہے کان ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما یری الخوارج شرار خلق اللہ ولھال انھم انظفوا الی ایات نزلت فی الکفار فجعلوھا علی المؤمنین۔

یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خارجیوں کو بدترین مخلوق سمجھتے تھے۔ کیونکہ کفار کے حق میں نازل ہونے والی آیات پڑھ کر مسلمانوں کو کافر ثابت کرتے۔ یہی حالت غیر مقلدین کی ہے اتخذوا اخبار ہم ورضائهم ارباباً من دون اللہ یہ آیت اہل کتاب اور ان کے علماء اور راہبوں کے بارے میں اتری جسے یہ لوگ اہل سنت والجماعہ کے آئمہ کرام پر منطبق کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ عامہ طاہر پر رحمت فرمائے انہوں نے وہ مجمع بحار الانوار میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کر کے لکھتے ہیں المذنب تاب اللہ علیہ واصر منهم من یجعل ایات اللہ فی شرار الیہود علی علماء الامۃ المعصومۃ لہو اللہ الارض عن رحیمہ۔ یعنی ان خارجیوں سے بدتر وہ لوگ ہیں جو یہود کے شرے لوگوں

کے حق میں نازل ہونے والی آیات کو امت مرحومہ و محفوظہ کے ان علماء پر منطبق کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو نجات سے پاک کرے۔ آمین۔

غیر مقلدین کون ہیں؟

یہ لوگ نجدی ہیں۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس گروہ کے متعلق بشارت دیتے ہوئے فرمایا۔

عن نافع عن ابن عمر ----- (بخاری)

ترجمہ: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔ الہی ہمارے ملک شام کو ہا برکت بنا۔ اے اللہ ہمارے لئے یمن کو ہا برکت بنا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا۔ حضور! نجد کیلئے برکت کی دعا فرمائیے۔ آپ نے فرمایا۔ اے اللہ ہمارے شام کو ہا برکت فرما ہمارے یمن میں ہمارے لئے برکت دے۔ صحابہ کرام نے پھر عرض کی۔ اور ہمارے نجد کو بھی عبداللہ ابن عمر فرماتے ہیں تیسری مرتبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نجد کے متعلق فرمایا کہ وہاں زلزلے ہوں گے اور فتنے برپا ہوں گے وہاں سے شیطان کا ساتھی نکلے گا۔

اس حدیث پاک کے مطابق عبدالوہاب نجدی کے بیٹے اور اس کے پیروکاروں نے تیرہویں صدی میں مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ میں بغاوت کی اور ایسی حرکتیں کیں کہ جن کو دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے اور انہیں سن کر کانوں پر اعتبار نہیں رہتا۔ ایسے ہی کاموں کو اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فتنے اور زلزلے سے تعبیر فرمایا و مبعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

انفرض ان کے عقائد باطلہ کا یہ عالم تھا کہ صرف وہی چند لوگ موحد مسلمان ہیں باقی تمام اہل اسلام کافر اور مشرک ہیں۔ اسی لئے انہوں نے حرمین شریفین یعنی مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کو دارالحرب قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاسیوں کو کافر و مشرک کہا جہاد کے نام سے ان کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور شیطان



مردود کے پرچم کو بلند کیا۔ اسی اندوہ ناک واقعہ کو تذکرہ علامہ خاتمۃ المحدثین مولانا امین الدین محمد بن عابدین شامی قدس سرہ نے فرمایا ہے۔ آپ درمختار کے حاشیہ رد المحتار میں فرماتے ہیں۔

کما وقع.....8 (رد المحتار ج 3۔ کتاب الجہاد باب النجاة)

یعنی خارجیوں کے عقائد عبد الوہاب نجدی کے پیروکاروں جیسے تھے۔ ان وہابیوں نے نجد میں علم بغاوت بلند کیا۔ حرمین شریفین پر حملہ کر کے اس پر قبضہ قائم کیا۔ یہ لوگ حنبلی ہونے کا دعویٰ کرتے تھے اپنے علاوہ تمام لوگوں کو بد مذہب اور مشرک گردانتے تھے ان کے نزدیک اہل سنت اور علمائے اہل سنت کا قتل جائز تھا۔ اللہ کریم نے ان کی کمر توڑ رکھ دی۔ ان کے شہر ویران ہوئے 1233ء میں لشکر اسلام نے ان پر فتح حاصل کی۔ والحمد للہ رب العالمین۔

جب انہیں حرمین شریفین میں جگہ نہ ملی تو انہوں نے ہندوستان کا رخ کیا یہاں انہیں قدم جمانے کا موقع مل گیا۔ ہندوستان میں اس فتنہ کے بانی نے عبد الوہاب کا سارنگ اختیار کیا۔ اہل اسلام پر کفر و شرک کا فتویٰ لگایا۔ جو یہاں یہ باطل گروہ کئی جماعتوں میں بٹ گیا۔ ایک جماعت بظاہر فروعی مسائل میں آئمہ کی تقلید کا نام لیتی رہی دوسرے نے قدم عشق پیشتر بہتر کے مصداق تقلید کا کھلے بندوں انکار کیا۔ یوں ان کی آپس میں ٹھن گئی۔ یہ انہیں گمراہ کہتے رہتے وہ انہیں مشرک بناتے رہے۔ لیکن باہمی مخالفت کے باوجود اہل سنت والجماعت کے خلاف متحد رہے۔ ہر چند کو ان کا اہل حق کے بارے اپنا ایک نقطہ نظر تھا مگر پھر بھی کلام الامام امام الکلام ان کے امام اور بانی جانی کو شرک و کفر کا یوں بیضہ ہوا کہ مسلمانوں کو مشرک اور کافر ثابت کرنے کے لئے مسلم کی صحیح حدیث لایذہب اللیل۔۔۔۔۔ (مکتوۃ۔ باب لا تقوم الساعة الا علی شرار الناس)

ترجمہ: سے استدلال کیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے

فرمان عالیشان کے مطابق آلات و عزا کی پھر سے پرستش شروع ہوئی۔ انا للہ وانا علیہ المرجعون اس نے اتنا بھی نہ سوچا کہ اگر اس زمانے کی خبر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دی ہے تو پھر روئے زمین پر ایک مومن بھی نہ رہا اور یوں یہ جماعت بھی کافرو مشرک قرار پائی۔ اس سے کوئی پوچھے کہ کیا تمہاری جماعت اس دنیا سے دور کسی اور جہان میں بہتی ہے۔ اگر تم اس حدیث کو موجودہ زمانے پر منطبق کرو گے تو تم بھی شریر ترین مخلوق میں بدترین لوگ شمار ہو گے۔ اور ماننا پڑے گا کہ تمہارے دل میں رائی کے برابر ایمان نہیں اور تم بھی دوسرے کفار و مشرکین کی طرح بتوں کی پوجا میں مصروف ہو۔ حبیب خدا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گراں ہے۔

ترجمہ:

اہل اسلام کے تعصب نے اس ظالم کو اس قدر بہرا اور اندھا بنا دیا کہ خود اپنے کفر کا اقرار کر بیٹھا۔ انہیں اس سے غرض نہیں کہ اس استدلال کے نتیجے میں وہ خود مشرک و کافر بن رہے ہیں ان کا مطمع نظر صرف یہ ہے کہ کسی طرح تمام اہل سنت والجماعت کو مشرک ثابت کریں۔ اس کی کمال میاری دیکھئے کہ مکتوۃ شریف کے اسی باب لا تقوم الساعة الا علی شرار الناس کی اسی حدیث سے متصل صحیح مسلم کی اس روایت کو جان بوجھ کر ترک کر گیا کہ اس سے اس کے جھوٹ اور مکر و فریب کا پردہ چاک ہوگا۔ وہ حدیث مبارکہ یہ ہے۔

عن عبد اللہ.....10

ترجمہ:

یعنی حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دجال نکل کر چالیس (دن یا مہینے یا سال) تک زمین پر ٹھہرے گا۔ اسکے بعد اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجے گا۔ آپ اسے ہلاک کریں گے سات سال تک عیسیٰ علیہ السلام لوگوں میں قیام فرمائیں گے۔ باہمی محبت کا یہ عالم ہوگا کہ دو دلوں میں کوئی عداوت نہیں ہوگی۔ اس کے بعد شام کی



طرف سے اللہ تعالیٰ ایک ٹھنڈی ہوا بھیجے گا جو روئے زمین پر موجود تمام ان لوگوں کی روح قبض کر لے گی جن کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا۔ یہاں تک کہ اگر کوئی پہاڑ کی کھوہ میں چلا جائے گا تو وہ ہوا وہاں پہنچ کر بھی اس کی جان نکال لے گی۔ اہل ایمان کی وفات کے بعد بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے جو فسق و فجور میں پردوں کی طرح ہلکے اور ظلم و ستم میں دردوں کی طرح سخت اور تند خوہ ہوں گے۔ ان میں بھلائی نام کی کوئی چیز نہیں ہوگی۔ کسی برائی سے دامن نہیں بچائیں گے۔ شیطان ان کے پاس آدمی کی شکل میں آئے گا اور کہے گا کہ تمہیں شرم نہیں آتی۔ یہ کہیں گے تو ہی بتا ہم کیا کریں۔ وہ انہیں بت پرستی کا حکم دے گا اور اس کے بعد صور پھونکا جائے گا۔“

دہائی عیار اس حدیث سے صاف دامن بچا گیا کیونکہ اس سے اس کے مکر و فریب کا پردہ چاک ہو جاتا اور لوگوں پر یہ حقیقت عیاں ہو جاتی کہ جس زمانے کی خبر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دی وہ دجال کے خروج اور عیسیٰ علیہ السلام کے انتقال کے بعد کا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کریں گے۔ اور کچھ عرصہ کے بعد خود بھی دار بقا کی طرف رحلت فرما جائیں گے۔ ان کی وفات کے بعد روئے زمین پر کوئی مسلمان نہیں رہے گا جیسا کہ مسند احمد۔ صحیح مسلم۔ ترمذی کی حدیث سے ثابت ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لا تقوم الساعة حتى لا یقال فی الارض اللہ اللہ۔ قیامت نہیں آئے گی حتیٰ کہ زمین میں اللہ اللہ کہنے والا کوئی نہیں رہے گا۔ یہ حدیث بھی بحوالہ مسلم مشکوٰۃ کے اسی باب کے شروع میں موجود ہے۔ اگر یہ دھوکہ باز جھوٹا چالاک اور مسلمانوں کو مشرک کہنے کا دلدادہ ان تمام احادیث کو یکے بعد دیگرے نقل کرتا تو مسلمانوں کو مشرک اور کافر نہ گردانتا اور یہ نہ کہتا کہ اس زمانہ کے بارے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ زمین پر سب مشرک ہو جائیں گے۔ مسلمانوں کو ایسے عیار لوگوں سے ہوشیار رہنا چاہیے جو احادیث میں معنوی تعریف کرتے ہیں۔ جھوٹ

بولتے ہیں اپنے مقتدی سے بھی دو ہاتھ آگے حدیث کو من پسند معانی پہناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مطلب و مدعا ہے حالانکہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی متواتر حدیث ہے من کذب۔۔۔۔۔۔ یعنی جو جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔ ایسے لوگ بد مذہب ہیں اور حدیث کے بارے میں ان کی بے احتیاطی کوئی دھکی چھپی بات نہیں۔ عمر

قیاس کن ز گلستان شاں بہار شاں

جب اصول میں ان کا یہ حال ہے تو فروعات میں احادیث کی کیا گت بناتے ہو گئے۔ اس جھوٹ اور فریب کے باوجود دعویٰ یہ ہے کہ ہم خیر البریہ یعنی تمام مخلوق سے بہتر ہیں۔ اور صرف ہم ہی ہیں جو قرآن و حدیث پر پوری طرح عمل بیجا ہیں۔ سبحان اللہ یہ منہ اور مسور کی دال۔ عیبر الخلق حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔ یاتی فی آخر الزمان قوم حدثاء الاسنان سفهاء-----12

ترجمہ:

آخری زمانہ میں کم عمر اور نا سمجھ لوگ بزم خویش قرآن وحدیث سے استہلال کریں گے اور اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر نشانہ سے نکل جاتا ہے ایمان ان کے گلوں کے نیچے نہ اترے گا۔ (بخاری ومسلم) اس کے علاوہ کوئی دوسرے محدثین نے بھی اسی حدیث کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا ہے مذکورہ بالا الفاظ بخاری کے ہیں دیکھئے بخاری میں فضائل القرآن۔

بادشاہ یہ لوگ خارجیوں کا بقیہ اور یادگار ہیں۔ ان کے تمام انداز و اطوار خارجیوں سے ملتے ہیں۔ خارجی اپنے آپ کو بظاہر اس قدر متشرع ظاہر کرتے کہ عام مسلمان سمجھتے کہ بڑے ہی شریعت کی پابندی کرنے والے لوگ ہیں ہر بات پر قرآن کریم پر عمل کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ یہ بھی عمل بالقرآن کے دعویدار ہیں۔ خارجیوں کی طرح ان کے نزدیک



سب مسلمان کافر و مشرک ہیں۔ ان کے پاس بھی وہی دام ہمہ رنگ۔ زمین ہے جو خارجیوں کے پاس تھا۔ ظاہر میں بڑے متقی و پرہیزگار دیکھیں تو اللہ والوں کا گمان ہو۔ اہل سنت و الجماعت سن لیں کہ یہ دھوکے باز ہیں۔ ان کی ظاہر وضع قطع سے دھوکہ نہ کھائیں ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرما دیا ہے۔ **نحقرن صلاحکم مع صلاحکم و صیامکم مع صیامکم و عملکم مع عملکم**۔ تم اپنی نمازوں کو ان کی نمازوں کے مقابلے میں اپنے روزے ان کے روزوں کے مقابلے میں اور اپنے عمل ان کے اعمال کے مقابلے میں حقیر خیال کرو گے۔ وہ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا۔ اور دین سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔

(رواہ البخاری و مسلم عن ابی سعید الخدری)

شان خداوندی دیکھیے کہ ان کے عقائد و اعمال ہی خارجیوں جیسے نہیں ظاہری طور طریقے بھی انہیں جیسے ہیں۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے۔ **قلیل ما سیہا ہم قال سیماہم التعلیق**۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی علامت کیا ہوگی فرمایا۔ **سرمنڈانا یعنی اکثر کے سرمنڈے ہونگے**۔ (رواہ البخاری)

بعض احادیث میں بھی آیا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں مشموری الاذر فرمایا یعنی ٹانگیں زیادہ تنگی رکھیں گے۔ بے حد بے حساب ہوں اللہ کے محبوب عالم ماکان و مایکون کی ذات اقدس پر۔ المختصر یہ لوگ خارجیوں کا بقیہ ہیں بلکہ نفوذ بے باکی میں ان سے دو ہاتھ آگے ہیں۔ انہوں نے مسلمانوں کو کافر و مشرک ثابت کرنے کے لئے مذکورہ حدیث سے استدلال نہ کیا۔

عمر شاگردے کی گویہ سبق استاد را۔

سو اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی کیا خوب نزا دی۔ اور آنے والوں کیسے انہیں نشان عبرت بنا دیا حدیث سے تو اس لئے استدلال کیا کہ مسلمانوں کو کافر و مشرک قرار پائیں مگر کافر و

مشرک ہونے کا خود بھی اثر رد کرنا پڑا۔ کیونکہ جب موجودہ دور وہی ہے جس کے بارے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی کہ روئے زمین پر کوئی مسلمان نہیں ہوگا سب کافر و مشرک ہونگے تو لامحالہ وہابی غیر مقلد بھی کافر و مشرک ٹھہرے سچ کہتے ہیں۔ چاہ کن راجہ و رئیس من حضرتیر الاحیہ فقد وقع فیہ اب وہ اپنے مسلمان ہونے کا چاہیں جس قدر ڈھنڈورا پیٹیں لیکن خود کردہ راعلا ہے نیست جب خود ہی اپنے آپ کو حدیث کی رو سے کافر و مشرک بنادیا تو مواخذہ تو ہوگا۔ **قضى الرجل على نفسه اقوار مرد آزاد مرد الموء مواخذ باقوارہ**۔

مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا کیونکہ انکے ہادی و مرشد حضور خاتم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ یہ امت مرحومہ مشرک اور غیر اللہ کی پرستش نہیں کرے گی۔ امام احمد ابن حنبلہ حاکم اور بیہقی حضرت شہاد بن اوس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی امت کے متعلق فرمایا۔ **اما انہم لا یعبدون شمساً ولا قمر ولا حجراً ولا وثناً**۔ لیکن یواون اعمالہم خبردار میرے امتی سورج کی عبادت کریں گے نہ چاند کی اور نہ کسی پتھر اور ریت کی ہاں ریا کاری کریں گے۔ اسی لئے جب قیامت قریب ہوگی اور روئے زمین پر صرف شرک و بت پرستی کا زمانہ آئے گا تو ایک ہوا بھیج کر اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اٹھالے گا۔ **والحمد لله رب العلمین**۔

اہل عرب کیسے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خاص خوشخبری ہے۔ کہ وہ شیطانی پرستش میں مبتلا نہ ہونگے۔ احمد مسلم اور ترمذی حضرت جابر بن عبد اللہ سے راوی ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **ان الشیطن قد ینس ان یعبده المصلون فی جزیرہ العرب** لیکن فی النحریش بینہم۔ بیشک شیطان اس سے ناامید ہو گیا ہے کہ جزیرہ عرب کے نمازی اس کی پرستش (اطاعت) کریں ہاں ان میں باہمی فساد پیدا کرنے کی لالچ رکھتا ہے۔ حضرت ابو یعلیٰ حضرت عبد اللہ بن مسعود سے راوی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ



علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ان الشیطان قد ینس ان تعبد الا صنم فی ارض العرب  
ولکنہ لیسیر منی منکم بدون ذلک بالمحقرات الحدیث۔ یعنی شیطان یہ امید نہیں  
رکھتا کہ اب سرزمین عرب میں بتوں کی پوجا ہوگی ہاں وہ اس سے کم درجے کے گناہ تم سے  
سرزد کروانے کو غنیمت سمجھے گا۔ جو حقیر اور آسان سمجھے جاتے ہیں (احمد طبرانی بسند حسن)  
تنبیہ حضرت معاذ بن جبلؓ سے تذکیر اور حضرت عبدالرحمن بن غنمؓ سے تقریر ارادی ہیں کہ  
حضور سید المرسلینؐ نے خطبہ حجۃ الوداع کے دوران یہ بھی فرمایا۔ ان الشیطان قد ینس ان  
یعبد فی جزیرتکم هذه ولكن یطاع فیها تحتقرون من اعمالکم فقد رضی  
بذلک یعنی شیطان کو یہ امید نہیں رہی کہ اب تمہارے اس جزیرہ میں اس کی عبادت ہوگی  
ہاں ان اعمال میں اس کی اطاعت کرو گے جنہیں تم حقیر جانو گے وہ اس قدر کو غنیمت سمجھتا  
ہے۔ امام احمد حضرت عبادہ بن صامتؓ ابو درداءؓ دونوں سے راوی ہیں کہ حضور سید الکونینؐ  
نے فرمایا۔ ان الشیطان قد ینس ان یعبد فی جزیرۃ العرب یشک شیطان اس سے  
مایوس ہے کہ جزیرہ عرب میں اس کی پرستش ہو یہ چھ صحابہ کرام کی روایت کردہ حدیثیں ہیں  
ان احادیث مبارکہ کو سن کر ایک مسلمان تو ہلکا تر ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کے محبوبؐ کے ارشاد  
کے مطابق کفر و شرک جب سے جزیرہ عرب سے نکلے ہیں انہیں دوبارہ اس طرف منہ کرنا  
نصیب نہیں ہوا۔ الحمد للہ رب العالمین

پھر حجاز مقدس یعنی حرمین شریفین اور ان کے مضافات کیلئے تو بہت بڑی خوشخبری دی گئی  
ہے۔ جامع ترمذی میں عمرو بن عوفؓ سے مروی ہے کہ حضور پر نور سرور عالمؐ نے فرمایا ان  
الدین لیاز رانی الحجاز کما ناز زالحیۃ الی حججہا ولیعقل الدین من الحجاز  
بمعقل الا رویۃ منا الجبل۔ یعنی سرزمین حجاز کی طرف ایسا سنے گا۔ جیسے سانپ اپنی بائی  
میں سمٹتا ہے اور دین حرمین طہین کو اسے اپنا مسکن و مامن بنائے گا جیسے پہاڑی کھرا پہاڑ کی  
چوٹی کو بناتا ہے۔ اور مدینہ طیبہ کے تو کیا ہی کہنے وہ تو خاص امن و سلامتی کی جگہ اور دین

اسلام کا اول و آخر تجلّو و مناس ہے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب کا ارشاد گرامی ہے۔ انا الایمان  
لیاز زالی المدینۃ کما ناز زالحیۃ الی حججہا بلاشبہ ایمان مدینے کی طرف یوں سنے  
گا جیسے سانپ اپنی بائی کی طرف سمٹتا ہے۔ (رواہ الامۃ۔ احمد بخاری مسلم ابن ماجہ عن ابی  
ہریرۃ دنی الباب عن سعد بن ابی وقاصؓ)

ذرا انصاف سے کہیے کے مذکورہ احادیث اور ان کی طرح دوسرے پیشار ارشادات  
ان لوگوں کے نظریات کے باطل ہونے کیلئے کافی نہیں کیا ان سے انکا مذہب اور گمراہ ہونا  
ثابت نہیں ہوتا اگر انکا مذہب صحیح ہے تو پھر العیاذ باللہ اہل مدینہ اہل مکہ حجاز و عرب بلکہ تمام  
بلاد اسلامیہ کے لوگ کافر و مشرک اور بے دین ہیں اور صرف یہی چند افراد مومن ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

متواتر احادیث سے ثابت ہے کہ امت مصطفویٰ کا بڑا حصہ گمراہی پر جمع نہیں ہوگا ان  
احادیث سے وہابیوں کا مذہب اور گمراہ ہونا اظہر من الشمس ہو جاتا ہے۔ میں ان احادیث  
کو یہاں ذکر کرنا ضروری خیال نہیں کرتا کیونکہ ایک تو یہ کمال شہرت رکھتے ہیں اور دوسرے  
بہت زیادہ ہیں۔ ان کا نقل کرنا طوالت کا باعث ہوگا۔ انشاء اللہ الگ کتاب کی صورت میں  
ان پر خامہ فرسائی ہوگی۔ تمام اہل اسلام اور وہابی خود بھی اس حقیقت سے واقف ہیں کہ بلاد  
اسلامیہ کے کروڑوں اربوں مسلمان وہابی مذہب سے بے زار ہیں اور اس سے لاتعلقی کا  
اظہار کرتے ہیں۔ اس مذہب کے ماننے والے یہی چند منشی بھر ذلیل و قلیل ہندی اور پنجابی  
ہیں حیرت کی بات تو یہ ہے کہ بعض منہ پھٹ تو اپنی قلت اور سواد اعظم سے مخالفت پر نازاں  
ہیں اور جماعت اور سواد اعظم سے متعلقہ احادیث کے مقابلے میں یہ آیت کریمہ ولو  
اعجبت کثرة الجنۃ پڑھتے ہیں یہ لوگ جو مذاہب باطلہ کا نچوڑ کر و فریب کا یہ انداز  
ان کا اپنا نہیں بلکہ روانفس سے مستعار ہے۔ وہ بھی اپنی قلت کو حقانیت کی دلیل کہتے ہیں۔  
اور قرآن کریم کی آیات میں تحریف کر کے اپنے مذہب کو سچا ثابت کرنے کی کوشش کرتے



شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اپنی کتاب ”تختہ اثنا عشریہ“ میں فرماتے ہیں ”شیعہ کہتے ہیں کہ مذہب اثنا عشریہ حق ہے کیونکہ اس مذہب کے ماننے والے تعداد میں تھوڑے اور مغلوب ہیں۔ اور ان کے مقابلے میں اہل سنت زیادہ اور غالب ہیں۔ قرآن کریم میں رب قدوس اہل حق کی تعریف میں فرماتا ہے۔ وَقَلِيلٌ مَّا نَعْلَمُ۔“ کہ اہل ایمان تھوڑے ہیں۔“

حضرت شاہ عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ یہ کلام اللہ میں تحریف ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اصحاب یمن کے بارے میں فرماتا ہے۔ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَثَلَاثَةٌ مِنَ الْاٰخِرِيْنَ۔ اگر قلت تعداد اور مغلوبیت کو حقیقت کی علامت قرار دے دیں تو ناصیوں اور خارجیوں کو بدرجہ اولیٰ اہل حق ماننا پڑے گا کیونکہ وہ تعداد میں شیعوں سے زیادہ مغلوب اور ان کی نسبت تعداد میں تھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں جگہ جگہ اہل حق کے غلبہ کی بشارت دیتا ہے۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احادیث میں جگہ جگہ سواد اعظم کے اتباع کی تحقین فرماتے ہیں۔“

حضرت شاہ صاحب روافض کے حالات اور ان کی بدعقیدگی کے ثمرات قلم بند کرتے ہوئے فرماتے ہیں ”شیعوں نے کافروں سے کوئی ملک نہیں چھینا اور کسی علاقہ کو فتح کر کے دارالاسلام میں تبدیل نہیں کیا۔ اگر کوئی علاقہ ان کے ہاتھ لگا بھی ہے تو وہاں فتنہ و فساد عام ہوا اور انہوں نے کفار کے ساتھ مذہب اختیار کی۔ ہندوستان ہی کو دیکھئے اور ادھر عرب شام اور روم کے علاقوں کی صورت حال کا ملاحظہ کیجئے۔“

یہ سب باتیں وہابیوں پر صادق آتی ہیں۔ ان کو پیدا ہوئے کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا۔ بہر حال جب سے سراٹھایا ہے سارا غصہ مسلمانوں پر اتارا ہے۔ ہمیشہ سے مسلمانوں کو مشرک ٹھہراتے آئے ہیں۔ مسلمانوں سے جنگ و جدل کر رہے ہیں۔ کچھ عرصہ تک بعض علاقوں پر غلبہ بھی رہا ایک لشکر بھی ہاتھ لگا لیکن کیا کفار سے جنگ کی کوئی ملک فتح کیا۔ ہرگز نہیں۔ مسلمانوں کے خلاف لڑے۔ مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شہر کو دارالحرب قرار دیا۔

اللہ الامیر رسول اللہ پڑھنے والوں کا خون بہایا۔ جب آدمی کو قوت ملتی ہے تو وہ اپنے دل کے ارمان پر رہے کرتا ہے۔ وہابیوں کے دل میں جن سے دشمنی تھی انہیں پر ٹوٹ پڑے۔ خدا و مصطفیٰ کے شہر لوٹے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ کل خدا و مصطفیٰ کو کیا منہ دکھائیں گے۔ بہر حال ان پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوا۔ میدان جنگ میں شکست ہوئی تو کئی گرفتار ہوئے جو بیچ لکے وہ بچہ کو خیر باد کہہ کر ہندوستان پہنچے۔ ان کے سبز قدم جہاں پہنچے فتنہ و فساد کی آگ بھڑک اٹھی۔ ہندوستان کے مسلمانوں میں پھوٹ پڑ گئی۔ وہ ایک دوسرے کے بارے میں بدگمان ہوئے۔ اس حقیقت سے ہر ایک واقف ہے۔ خصوصاً ان شہروں میں تو فتنہ و فساد کے جھکڑ چنے گئے جہاں وہابی عمائد کی کثرت تھی۔ گھر گھر فساد ایک دوسرے کی تکفیر میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیئے۔ باپ سنی ہے مگر اولاد وہابی۔ شوہر سنی ہے مگر بیوی غدی کی پیرو کار۔ آرام رخصت ہوا اور سکون برہا۔ ابتداء میں تو رہائی کافی (شاہ اسماعیل دہلوی) نے بھی وہی رنگ اختیار کیا۔ اسلامی ممالک کو دارالکفر قرار دیا اور 1233ء میں جب حجاز مقدس میں ان کا قلع قمع ہوا تو اسی سال یہاں کے شہروں پر بھی وہی فتویٰ صادر کر دیا۔ اسماعیل دہلوی نے جہاد کی ترغیب دیتے ہوئے تحریر کیا کہ ہندوستان دارالحرب ہے۔ لیکن زمانے نے مہلت نہ دی۔ دل کی مسرت دل میں رہی کسی نے ساتھ نہ دیا۔ پس زبان و قلم سے دل کے چلے پھیرے پھوڑتا رہا۔ مسلمانوں کی تکفیر میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔ کئی وہابیوں نے تو واضح لفظوں میں کہہ دیا کہ اہل سنت کافر ہیں اور انکے خلاف قتال واجب۔ ان کا مال حلال اور ان کا قتل اللہ کی رضا کا باعث۔ بلکہ اس سے کہیں آگے گزر گئے۔ اگر ہندوستان میں ان کو غلبہ مل جائے تو وہ خوزیری کریں کہ الامان والحفیظ قد بدت ابغضاء من افواہہم وما تخفی صدورہم اکبر۔ اللہ کی پناہ۔ اللہ تعالیٰ ان کے شر سے اہل اسلام کو محفوظ رکھے۔ یہ لوگ کبھی تو خارجیوں کا روپ دھار لیتے ہیں اور کبھی شیعوں کا رنگ اختیار کر لیتے ہیں۔



حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے کئی فقرے موتیوں میں تولنے کے قابل ہیں۔ آپ لکھتے ہیں "حالت ہندوستان باید دید و حالت ملک عرب و شام و روم را بادے باید سنجید" واقعی ان کو آزادی ملی تو مذہب حق کو کیسے کیسے فتنوں اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑ گیا ہے۔ الحمد للہ کہ اب حجاز مقدس میں ان کا نام و نشان باقی نہیں رہا۔ نجد میں جو تھوڑے بہت باقی ہیں ان میں سرانجام کی طاقت نہیں۔ دین متین کو پوری قوت و شوکت حاصل ہے۔ ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ۔ ذرا ان سے پوچھئے کہ کیا آپ لوگ بھی شاہ صاحب کے اس موازنہ کو مانتے ہیں یا "عرب روم اور شام کو ہندوستان سے بدتر خیال کرتے ہیں۔ ہندوستان میں انہیں آزادی ہے۔ اپنے مذہب کی کٹے بندوں تبلیغ کر سکتے ہیں جبکہ بلاد اسلامیہ میں ذرا زبان کھولتے ہیں تو آفت آجاتی ہے الحمد للہ اعلیٰ الجید کہ انہیں وہاں باطل نظریات کو بیان کرنے کی اجازت نہیں۔ الغرض علمائے اہل سنت نے کئی بار اس فرقہ کی تردید کی اور ان کے نظریات کے باطل ہونے کو طشت از ہام کیا۔ میں نے بھی اس موضوع پر کئی فتاوے تحریر کئے اور ہر بار اس فرقہ کی نئی نئی سازشوں کو بیان کیا اور مختلف پہلوؤں سے گفتگو کی۔ یہاں سائل کے استفسار کے جواب میں گفتگو مقصود ہے۔ فافول مستعینا بالقرب المحجیب وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ الیوب۔

### جواب

بلاشبہ غیر مقلد (وہابی) کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ اور ممنوع ہے۔ اس سے احتراز کرنا چاہیے۔ کسی سنی کا جو سنت سے محبت رکھتا ہو اور بدعت کو ناپسند کرتا ہو کسی وہابی کو اپنی مرضی سے امام بنانا ہرگز مناسب نہیں جہاں امام وہابی ہو اور سنی کو اسے بٹانے کی اختیار نہ ہو تو دوسری مسجد میں جا کر نماز ادا کرے جس میں صحیح العقیدہ سنی امامت کے فرائض سرانجام دیتا ہو۔ اسی طرح جمعہ کی نماز اگر کسی سنی کے پیچھے پڑھ سکتا ہو تو پڑھے۔ امام محقق ابن الصمام فتح القدیر شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں یکوہ فی الجمعة اذا تعددت اقامتها فی المصر

علی قول محمد المفتی بد لانه بسبیل الی النحول۔ اور اگر ہمارے مجبوری ان کے پیچھے پڑھ لی یا پڑھنے کے بعد معلوم ہوا کہ یہ تو وہابی ہیں تو نماز دوبارہ پڑھے اگرچہ وقت جاتا رہا ہو اور کافی مدت گزر چکی ہو۔ جیسا کہ المولیٰ الفاضل سید امین الدین محمد بن عابدین الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حکم کو پانچ دلیلوں سے واضح کیا ہے۔

### (پہلی دلیل)

یہ بات تو بالکل واضح ہے جیسا کہ آپ گزشتہ صفحات میں پڑھ چکے ہیں کہ وہابی بدعتی ہیں بلکہ بدترین بدعتی ہیں۔ حضرت علامہ سیدی احمد مصری طحاوی رحمۃ اللہ علیہ "درمختار" کے حاشیہ میں لکھتے ہیں۔

"جو شخص جمہور علماء، فقہاء اور سواد اعظم سے نظریاتی طور پر اختلاف کرے اور ایک ایسا غلط عقیدہ اختیار کر لے تو جو جہنمی ہونے کا سبب ہو تو مسلمانوں کو چاہیے کہ ایسے میں اہل سنت کی پیروی اختیار کریں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت صرف اسی صورت میں حاصل ہو سکتی ہے کہ انسان بچوں کا ساتھ دے۔ وہابیوں کی یہ کوشش ہے کہ مسلمانوں کو اہل سنت کا دشمن بنائیں اور ان کے دلوں میں اس جماعت کی نفرت پیدا کریں۔ یاد رہے کہ اہل سنت چار اماموں کی تقلید میں منحصر ہیں۔ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل اور ان چار اماموں کی تقلید کو جو شخص ترک کرتا ہے وہ بلاشبہ بدعتی ہے۔ جیسا کہ آپ علامہ شامی کے حوالے سے پڑھ چکے ہیں۔ نجدی خارجیوں کے گروہ کا بقیہ ہیں۔ نظریاتی طور پر یہ لوگ ان خارجیوں کی ہی پیروی کرتے ہیں۔ محمد بن عبدالوہاب اور اس کے تبعین حنبلی ہونے کا جھوٹا دعویٰ تو کرتے تھے ہندوستان کے وہابی تو ہر قسم کی تقلید کا علی الاعلان انکار کرتے ہیں۔ بلکہ یہ لوگ اگرچہ اصولوں میں ان کے مقلدین لیکن فروعات میں اس قدر بے لگام اور آزاد ہیں کہ حنبلیت کو شرک اور گالی خیال کرتے ہیں یہ لوگ واقعی بڑے گمراہ اور باطل نظریات کے حامل ہیں۔ ان سے پہلے بھی ایک فرقہ قیاس و اجتہاد کا انکار کرتا رہا



ہے جنہیں ظاہر یہ کہتے ہیں اور جن کے مطلق شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "داؤد ظاہری و متابعی رائز اہلسنت شہرون در چہ مرتبہ از جہل و سفاہت" یعنی "داؤد ظاہری اور اس کی پیروی کرنے والوں کو اہل سنت میں شمار کرنا جہالت اور بیوقوفی ہے"۔ مگر بایں ہمہ وہ لوگ تھلید کو شرک اور مقلدین کو مشرک نہیں کہتے تھے۔ جب بقول حضرت شاہ صاحب کے ان کو کسی چنانچہ جہالت اور حماقت ہے تو وہابی تو گمراہی اور ضلالت میں ان سے کہیں آگے ہیں پھر یہ کیوں بدعتی اور گمراہ نہیں۔ لہذا ان کا مبتدع ہونا اظہر من الشمس ہے۔ اور فقہ کی تمام کتابوں میں تصریح ہے کہ ان کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے اور تحقیق سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ یہ کراہت تحریمی ہے۔ یعنی حرام کے نزدیک ہے۔ اس لئے ان کے پیچھے نماز پڑھنا صحیح نہیں اور اگر کسی نے پڑھ لی ہے تو اس کا اعادہ واجب ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق اور مدد سے ہم نے اس پر بہترین تحقیق پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اس موضوع پر ہماری ایک مستقل تحریر ہے۔ ہم نے علمائے کرام کی تصریحات سے اس کا مکمل و مسکت جواب پیش کیا۔ یہاں نہایت اختصار کے ساتھ ان میں سے چند باتیں حدیث قارئین کی جاتی ہیں۔

علماء فرماتے ہیں کہ نماز شعائر دین میں سے اہم ترین ہے۔ اور اس کی رو سے بدعتی کی توہین ضروری ہے۔ اور امامت ایک باعزت و قابل احترام منصب ہے لہذا کسی بدعتی کو امام بنانا شریعت کی مخالفت ہے۔ طبرانی معجم کبیر میں حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موصولاً روایت کرتے ہیں اور تہذیب شعب الایمان میں ابراہیم بن میسرہ مکی سے مرسل راوی ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ وَقَفَ صَاحِبٌ بِذَعْبَةٍ فَلَقَدْ أَخَانَ عَلَى هَذِهِ الْإِسْلَامِ۔ جس نے بدعتی کی عزت و تعظیم کی اس نے دین اسلام کی عمارت کو گرانے میں مدد کی۔

ظاہر ہے امام قائد اور سردار ہوتا ہے اور مقتدی اس کی پیروی کرتا ہے۔ حضور صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں العما جعل الامام لیؤتم بہ۔ "امام اس لئے مقرر ہوتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے" اسے امام احمد، امام بخاری اور امام مسلم وغیرہم نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ سے اور انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا مدح الفاسق غضب الرب واهتز لذلك العرش۔ جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے اور عرش الہی کانپ اٹھتا ہے۔ اس حدیث کو امام ابو بکر بن ابی الدنیا نے غیبت کی خدمت میں خادم رسول حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ابن عدی نے کاف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

امام عبدالعظیم منذری ذی الدین علیہ الرحمۃ کتاب التزیب والترغیب میں لکھتے ہیں کہ بدعتی کو سردار جیسے تعظیمی کلمات سے یاد نہ کیا جائے اس کے بعد آپ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث نقل فرماتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا تقبلوا للمنافق یا سیدی فانہ ان یکن سیداً فقد استخضتم ربکم عزوجل منافق کو اے میرے سردار نہ کہو کہ اگر وہ تمہارا سردار ہو تو بیشک تم نے اپنے رب عزوجل کو ناراض کیا۔ (رواہ ابوداؤد والنسائی باسناد صحیح) حاکم کے الفاظ یہ ہیں۔ اذا قال الرجل للمنافق یا سید فقد اغضب ربہ عزوجل۔ "جب کوئی شخص منافق کو اے سردار کہہ کر بلاتا ہے تو اس سے اللہ رب اعزت ناراض ہو جاتا ہے۔ امام تہذیب نے بھی اسے شعب الایمان میں انہیں الفاظ میں بیان کیا ہے۔ سبحان اللہ دیکھئے جب ایک فاسق بدعتی کو سید اور سردار کہتا اور اس کی زبان پر تعریف کرنا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہے تو اسے بخوشی امام بنانا حقیقت میں سردار تسلیم کرنا اور اس کی اطاعت و اتباع کرنا کیونکر موجب ناراضگی ہوگا۔ اور جس چیز سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو اس کا اولیٰ درجہ مکروہ تحریمی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ حضرت ابو نعیم حلیہ میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے



راوی ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اہل البدع شر الخلق والخلق یعنی بدعتی لوگ تمام جہان سے بدتر ہیں۔

امام بیہقی کی روایت میں ہے حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لا یقبل اللہ لصاحب بدعة صلاة ولا صوما ولا صدقة ولا حجا ولا عمرة ولا جهادا ولا صروفا ولا عدلا. ینخرج من الاسلام کما ینخرج الشعرة من العجین۔ یعنی اللہ تعالیٰ کسی بدعتی کی نماز روزہ صدقہ حج عمرہ جہاد فرض اور نفل قبول نہیں فرماتا۔ وہ اسلام سے یوں نکل جاتا ہے جیسے آنے سے بال۔

امام دارقطنی ابو حاتم محمد بن الواحد خزاعی ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اصحاب البدع کلاب اہل النار اہل بدعت دوزخیوں کے کہتے ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سی احادیث بدعتیوں کی مذمت میں آئیں ہیں اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ نماز ایک لمبی مناجات ہے اور تمام اعمال صالحہ میں معزز و ممتاز ہے۔ کیا ایمان کی پاکیزگی یہ گوارا کر سکتی ہے کہ اس جگہ بلا وجہ شرع لوگوں کو پیشوا اور سردار بنایا جائے کہ جن کو حدیث میں جہنم کے کہتے کہا گیا ہے۔ عقل سلیم کا تقاضا تو یہ ہے کہ اگر یہ لوگ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دور اقدس میں آئے تو آپ ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے روکتے اور ان کی اقتداء کو محض خلاف اولیٰ شمار نہ کرتے کہ پڑھ لی تو کچھ مضائقہ نہیں۔

تیسری بات یہ ہے کہ بدعتی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ناپسندیدہ ہیں اور ایسے لوگوں سے نفرت اور دوری واجب ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے۔ وَامَّا یُنسِبُکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرِیٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ اور اگر شیطان تجھے بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں سے دوستی اور تعلقات قائم کرنے سے روکا ہے۔

احمد ابوداؤد اور حاکم حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

لا تجالسوا اهل القدر ولا تقاتحوهم

”قدریوں کے پاس مت بیٹھو اور ان سے سلام و کلام میں ابتداء نہ کرو“ ابن حبان حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ان اللہ اختارنی واختارنی سبحانہ واصهارا وسیاتی قوم یسبونہم ویبغضونہم فلا تجالسوہم ولا تشابوہم ولا تاکلوہم ولا تذاکلوہم۔

”بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے پسند فرمایا اور میرے لئے اصحاب اور اصہار چن لئے اور عنقریب ایک قوم پیدا ہوگی جو انہیں برا بھلا کہے گی اور ان کی تنقیص شان کرے گی۔ تم ان کے پاس نہ بیٹھنا۔ انکے ساتھ نہ پینا اور نہ کھانا اور نہ ہی ان کے ساتھ شادی اور رشتہ کرنا“ سو وہابی وہی لوگ ہیں۔ جب ان کے ساتھ بیٹھنے کھانے پینے اور رشتہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کا رسول منع فرما رہا ہے تو ان کو امام بنانا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔

اور ان کو امام بنانا مکروہ تنزیہی اس لئے نہیں کہ یہ مکروہ مشروع ہوتا ہے اور ایسے کام کا کرنا مباح ہوتا ہے۔ جیسا کہ علماء کرام کی تصریحات سے ظاہر ہے۔ اس کو ہم نے اپنے رسالہ ”جمل مجلیہ ان المکتروہ تنزیہا لیس بمعصیہ“ میں بیان کر چکے ہیں بلکہ ابن حبان کی روایت کردہ اس حدیث میں یہ الفاظ آئے ہیں۔

فلا تواکلوہم ولا تشابوہم ولا تصلوا علیہم ولا تصلوا معہم۔

یعنی انکے ساتھ نہ کھانا کھاؤ نہ پانی پیو نہ ان کی نماز جنازہ پڑھو اور نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو۔

چوتھی وجہ یہ ہے کہ حضرت ابن ماجہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔



ولا يؤمن فاجرو مؤمننا الا ان يفهمه بسلطانه يخاف سيفه او سوطه.

”ہرگز کوئی فاسق کسی مسلمان کی امامت نہ کرے مگر یہ کہ وہ اس کو بزور سلطنت مجبور کر دے اور اسے بادشاہ کی تلوار اور اس کے کوڑے کا ڈر ہو۔“

بلکہ ابن شاہین نے کتاب الافراد میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

تقربوا الى الله ببغض اهل المعاصي والقوهم بوجوه مكفهرة والتمسوا رضا الله بسخطهم وتقربوا الى الله بالتباعد عنهم۔

”فاسقوں سے بغض و عناد رکھو ان سے ترش رو ہو کر ملو اور یوں اس کا قرب حاصل کرو۔ انہیں ہاراض کر کے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرو۔ ان سے دور رہ کر اللہ تعالیٰ کی قربت سے بہرہ مند ہو جاؤ۔“

جب فسق و فجور کی وجہ سے ایک آدمی سے یوں قطع تعلقی ضروری ہے تو بدعتیوں کے بارے کیا پوچھنا۔ وہ تو فاسقوں سے ہزار درجہ بدتر ہیں فاسقوں کی نافرمانی فروعات میں ہے جبکہ وہابی لوگ اصولوں میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا ارتکاب کرتے ہیں اور کئی مشروع چیزوں کو برا خیال کرتے ہیں۔ یہ فاسقوں کی نسبت زیادہ معصیت شعار ہیں اور اس پر طرہ یہ ہے کہ اسے عین ہدایت اور حق جانتے ہیں۔ فاسق لوگ تو کبھی کبھار اپنے کئے پر نادم بھی ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے گناہوں کی معافی بھی مانگتے ہیں لیکن وہابی بڑے منکبر ہیں اور گناہوں پر مصر ہیں۔ فاسق جب اپنے گریبان میں جھانکتے ہیں تو اپنے آپ کو حقیقت اور بدکار کہتے ہیں اور صلحاء کو مقرب اور دربار خداوندی میں مقبول سمجھتے ہیں۔ مگر وہابی تو یہ لوگ جس قدر غلو کرتے ہیں۔ آج بڑھ جاتے ہیں گناہ و معصیت میں جس قدر آگے بڑھتے جاتے ہیں اپنے آپ کو بہتر اور صلحاء اور اولیاء کو حقیر یقین کرتے ہیں۔ حدیث پاک میں ان لوگوں کو بدترین مخلوق کہا گیا ہے جیسا کہ ہم روایت بیان کر چکے ہیں۔ غیثہ شرح منیہ

میں ہے المبتدع فاسق من حيث الاعتقاد وهو اشد من الفسق من حيث العمل لان الفاسق من حيث العمل يعترف بانه فاسق وبخلاف ويستغفر بخلاف المبتدع۔

”بدعتی اعتقاد کے اعتبار سے فاسق ہے۔ اور فسق کی یہ کیفیت عمل کے فسق کی نسبت زیادہ بری ہے کیونکہ عمل کے اعتبار سے جو شخص فاسق ہے وہ اعتراف کرتا ہے کہ فاسق ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے گناہوں کی معافی مانگتا ہے۔ لیکن بدعتی نہ اپنے آپ کو گناہ گار خیال کرتا ہے اور نہ ہی اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہے۔“

بہر حال بدعت بذات خود ایک ایسی چیز ہے جو امامت کے قطعی منافی ہے اور اس کے ہوتے ہوئے کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں۔ بھلا کون برداشت کرے گا کہ مناجات الہی میں کسی جہنمی کتے کو اپنا مقتدی بنائے۔ علامہ یوسف حلوی ذخیرۃ العقبیٰ فی شرح صدر الشہید الاعظمیٰ میں فرماتے ہیں۔

بدعة المبتدع تفضی الى عدم الاقتداء به سيما في اهم الامور۔

”مبتدع کی بدعت کا تقاضا ہے کہ اس کی اقتداء نہ کی جائے خصوصاً اہم امور میں ردالختار میں ہے۔

المبتدع تنكره امامة بكل حال۔

”بدعتی کی امامت ہر حال میں مکروہ ہے۔“

علامہ ابراہیم حلوی نے تصریح فرمائی ہے کہ فاسق اور مبتدع دونوں کی امامت مکروہ تحریمی ہے اور امام مالک کے نزدیک اور ایک قول امام احمد کا ہے کافر کی طرح ان کی اقتداء اصلاً ہوتی ہی نہیں۔ علامہ طحاوی حاشیہ مختار میں فاسق و بد مذہب کے پیچھے نماز کے بارے میں لکھتے ہیں۔

الکراهة فيه تحريرية على ما سبق



”فاسق و بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے“

بحر العلوم عبدالحی نکتہ نوی نے ارکان اربعہ میں تفضیلی شیعوں کے بارے میں فرمایا۔

الشیعہ الذین یفضلون علیہا علی الشیعین ولا یطعنون فیہما اصلاً  
کالذبیذۃ فنجوز خلفہم الصلوۃ ولکن تکوہ کراہۃ شدیدۃ۔

”شیعہ جو حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر فضیلت دیتے ہیں لیکن ان کی شان میں گستاخی نہیں کرتے جیسا کہ زید یہ فرتے کے شیعہ کرتے ہیں تو ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے لیکن سخت ناپسندیدہ (مکروہ تحریمی) ہے۔“ جب تفضیلی شیعوں کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے جو صحابہ کرام کی شان میں گستاخی نہیں کرتے صرف حضرت علی کو شیخین سے افضل مانتے ہیں تو وہابیوں کے پیچھے نماز پڑھنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے جو سخت بدعتی ہیں اہل ملت سے نفرت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں پر طعن و تشنیع کرنا ان کے روز کا معمول ہے۔ یقیناً ان کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو قسم کے آدمیوں کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع کیا ہے اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ بدعتی ہیں۔

حضرت امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امام ابو حنیفہ کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ قال فی رجلین ینتازعان فی خلق القرآن لا یتصلوا۔ قال ابو یوسف فقلت اما الاول فنعم فاتہ لا یقول بقدیم القرآن واما الآخر فما بالہ لا یصلی خلفہ۔ قال انہما ینتازعان فی الدین والمنازعۃ فی الدین بدعة۔

آپ نے فرمایا کہ دو شخص جو خلق قرآن کے بارے میں جھگڑا کریں ان کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔ امام یوسف فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ جو قرآن کو قدیم نہیں مانتا اس کے پیچھے نماز نہ پڑھنا تو سمجھ میں آتا ہے لیکن جو قرآن کریم کے قدیم ہونے کا قائل ہے اس صحیح

العقیدہ کے پیچھے نماز کیسے صحیح نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ دونوں باہم جھگڑتے ہیں۔ اور دین میں جھگڑا کرنا بدعت ہے۔ لہذا دونوں کے پیچھے نماز نہ پڑھو“ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ شاید اس کی مذمت کی وجہ یہ ہے کہ اس نے بدعتی کو چھیڑا اور گفتگو میں پہل کی۔

میری رائے یہ ہے کہ شاید امام کو صحیح العقیدہ کے بارے میں معلوم ہو کہ وہ حق کا پرچار نہیں چاہتا محض اپنی علمی برتری کو ظاہر کرنا چاہتا ہے اور بحث کرتا ہے تو ایسا شخص بھی نفس پرست ہے اس لئے حضرت امام نے اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ واللہ اعلم

حضرت امام محمد جو مذہب حنفی کے مدون ہیں امام ابو حنیفہ اور امام یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ بد مذہب کے پیچھے نماز پڑھنا بالکل جائز ہی نہیں۔ محقق علامہ کمال الدین بن اھمام فقہ حنفی میں فرماتے ہیں روی محمد عن ابی حنیفہ والی یوسف ان الصلوۃ حلف اهل الاهواء لا یجوز۔“ حضرت امام محمد امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف سے راوی ہیں کہ حوس پرستوں کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔“

اسی کتاب میں امام ابو یوسف کے حوالے سے

”لا یجوز الاقتداء بالمتکلم وان تکلم بحق“ کی شرح میں امام ابو جعفر سند دالی سے نقل کرتے ہیں کہ یجوز ان یكون مراد ابی یوسف من یناظر فی دقۃ علم الکلام۔“ کہ شاید امام ابو یوسف کی اس سے مراد یہ ہے کہ جو علم کلام کے دقیق مسائل میں گفتگو کرتا ہے“ میں کہتا ہوں کہ علم کلام کے بازگ ترین مسائل میں مناظرہ کرنا بدعت اور فسق سے بڑا گناہ نہیں بہر حال ان تمام تصریحات سے میرا مقصود یہ ہے کہ بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں اور یہ وہ چیز ہے جو کسی سے مخفی نہیں۔

غیاث المفتی مفتاح السعادة اور شرح اکبر میں حضرت امام یوسف رحمۃ اللہ سے یہ تصریح بھی ملتی ہے لا یجوز خلف المبتدع بدعتی کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ جواز کا لفظ کنی معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ کبھی یہ صحت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے



جیسے اذان جمعہ کے وقت خرید و فروخت جائز ہے اور مکروہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ سودا ہو جائے گا لیکن ایسا کرنے سے شریعت نے رد کا ہے۔ کبھی جواز کا لفظ حلال ہونے کے معنی میں بولا جاتا ہے۔ مثلاً غصب شدہ زمین میں نماز جائز نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے نماز ہو تو جائے گی لیکن حلال نہیں ہے۔ افعال میں اکثر یہ لفظ (جواز) حلت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور عقود (معاملات) میں دوسرے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ ”رد المحتار“ میں صراحت ہے۔ تو جواز کی روایات پہلے قول کے منافی نہیں ہوگی۔ کیونکہ مکروہ تحریمی ناجائز کے زمرے میں آتا ہے۔

اصول یہ ہے کہ اختلافات کو یکا گت اور اتفاق میں تبدیل کرنا بہتر ہے۔ اس لئے تصریح کی گئی ہے کہ جب تک ممکن ہو روایات کے درمیان موافقت پیدا کی جانی چاہیے جیسا کہ شامیہ میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(دوسری دلیل)

غیر مقلدین (وہابی) فاسق ہیں اور فاسق بھی ایسے جن کا فسق و فجور کسی سے مخفی نہیں اور وہ علی الاعلان گناہوں کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اور فاسق معطلین کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے جیسا کہ ہم ثابت کر چکے ہیں۔

دلیل اول میں اس مسئلے پر کچھ گفتگو ہوئی۔ صغیری طحاوی کی نصوص بھی ذکر ہوئیں۔ اسی طرح امام ذہبی نے تلخیص الحقائق شرح کنز الدقائق اور علامہ حس شرنبلانی نے شرح نور الايضاح علامہ ابو اسعود نے حاشیہ ہدای الفلاح میں اشارہ فرمایا ہے۔ حجۃ کے فتویٰ کا بھی یہی مفاد ہے اور مشائخ کرام بھی اس کی یہی وجوہات بیان کرتے ہیں کہ اگر غلام گنوار حرام یا اندھ عالم میں افضل ہو انہیں امام بنانا چاہیے لیکن فاسق بے شک بڑا عالم ہی کیوں نہ ہو اس کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے کیونکہ امامت میں تعظیم و توقیر ہے اور فاسق کی اہانت ضروری ہے۔

امداد الفتاویٰ میں ہے۔

کرہ امامۃ الفاسق العالم لعدم اهتمامہ بالدين فتجب اہانتہ شرعاً فلا يعظم بتقديمہ للامامة و اذا تعذر منعه بتثقل عنه الى غير مسجده للجمعة وغيرہ۔

فاسق عالم کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ وہ دین پر عمل پیرا نہیں ہوتا۔ شرعاً ایسے عالم کی اہانت واجب ہے اسے امامت کیلئے آگے کھڑا نہیں کرنا چاہیے۔ اگر اس کو مصلیٰ امامت سے ہٹانا مشکل ہو تو جمعہ اور نماز پنجگانہ کسی دوسری مسجد میں ادا کرنی چاہیے۔

سید احمد مصری اس کے حاشیے میں فرماتے ہیں: قوله فتجب اہانتہ شرعاً فلا يعظمہ بتقديمہ للامامة تبع فيه الزيلعي ومفاده كون الكراهة في الفاسق تحريمہ۔

”صاحب امداد الفتاویٰ“ کا یہ کہنا کہ فاسق کی اہانت شرعاً واجب ہے لہذا اسے امامت کیلئے آگے کر کے اسکی تعظیم نہیں کرنی چاہیے۔ ذیل میں نے بھی اس مسئلہ میں اگلی اتباع کی ہے۔ اور اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ فاسق کی امامت کا مکروہ ہونا مکروہ تحریمی ہے۔“

حاشیہ شرح علای میں ہے۔

امام الفاسق الاعلم فلا يقدم لان في تقديمه تعظمه وقد وجب عليهم اہانتہ شرعاً ومفاد هذا كراهة التحريم في تقديمہ۔

رہا وہ فاسق جو دوسروں کی نسبت زیادہ علم والا ہو تو اسی مصلیٰ امامت پر آگے نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ آگے کھڑا کرنے میں اس کی تعظیم ہے حالانکہ مسلمانوں پر شرعاً اس کی اہانت واجب ہے۔ اور اسے امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔ یہی مقصود ہے۔

علامہ محقق طہی نقیہ میں فرماتے ہیں۔

العالم اولیٰ بالتقديم اذا كان یجتنب الفواحش وان كان غیرہ اورع منه ذکرہ فی المحيط ولو استویا فی العلم والصلاح واحدهما اقرء فقدموا الآخر



إساءة وإلا يائمون فالإساءة لترك السنة وعدم الاتم لعدم ترك الواجب لانهم قدموا رجلا صالحا كذا في فتاوى الحجة وفيه إشارة الى انهم لو قدموا فاسقا يائمون بناء على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم لعدم اعتناؤه بامور دينه وتساهله في الاتيان بلوازمه فلا يبعد منه الاخلال ببعض شروط الصلوة وفعل ماينا فيها بل هو الغالب بالنظر الى فسقه ولذا لم تجز الصلوة خلفه اصلا عند مالک ورواية عن احمد۔

”عالم اگر کبیرہ گناہوں سے بچتا ہے تو سے امام بنانا زیادہ مناسب ہے۔ اگرچہ اس سے زیادہ متقی و پرہیزگار آدمی موجود ہی کیوں نہ ہو۔ اسے الجھٹ میں ذکر کیا گیا ہے۔ اگر دونوں علم و عمل میں برابر ہو لیکن ایک فن قرأت کو نسبتاً بہتر جانتا ہو تو غیر قاری کو امام بنانا اچھا نہیں ہے لیکن اس طرح وہ گناہ گار نہیں ہونگے۔ اچھا نہ ہونا ترک سنت کی وجہ سے ہے اور گناہ گار نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ واجب کے چارک نہیں ہوئے کیونکہ انہوں نے ایک صالح آدمی کو امام بنایا ہے جیسا کہ فتاویٰ الجتہ میں ہے۔ اس میں یہ اشارہ بھی ہے کہ فاسق کو امام بنائیں گے تو گناہ گار ہونگے کیونکہ اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ وہ دین کے امور میں دلچسپی نہیں لیتا اور ضروری چیزوں کو ادا کرنے میں سستی برتتا ہے۔ تو یوں اس سے کچھ بعید نہیں کہ نماز کی بعض شرائط میں خلل واقع ہو جاتا ہوگا اور دوران نماز وہ بعض ایسے امور کر گزرتا ہوگا جو نماز کے منافی ہونگے۔ بلکہ غالب گمان یہ ہے کہ شرائط نماز اور نماز کے آداب پوری طرح ملحوظ نہیں رہتے ہونگے کیونکہ وہ فاسق ہے۔ اس لئے اس کے پیچھے نماز ہوتی ہی نہیں یہ فتویٰ امام مالک کا ہے اور ایک روایت حضرت امام احمد ابن حنبل کی بھی ہے۔

غیر مقلدین فاسق مقلین (علی الاعلان فسق و فجور کرنے والے) ہیں

رہا یہ کہ غیر مقلدین علی الاعلان فاسق و فاجر کیسے ہیں۔ یہ حقیقت بالکل واضح ہے۔ سب لوگ چھوٹے بڑے عوام و خواص جانتے ہیں کہ یہ لوگ علمائے ملت آئمہ شریعت اولیاء

امت رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی شان میں گستاخی کرتے ہیں اور عام مسلمانوں کو بھی برا بھلا کہتے ہیں۔ یہ محض تعصب نہیں جن لوگوں کو ان کے بارے شک ہو وہ ان کی کتابیں اور رسالے دیکھے۔ جب یہ لوگ خلوت میں ہو تو جو بکواس کرتے ہیں کان ان کے سننے سے عاجز ہیں۔ بعض علماء نے ان کی تالیفات سے ان کے اقوال کو اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے۔ مجھ میں یہ ہمت نہیں کہ ان بیہودہ باتوں کو زبان پر لاؤں یا قلم سے لکھوں۔ میں ان کے اقوال کو نقل کرنا بھی پسند نہیں کرتا۔

1 ان کا پہلا فسق یہ ہے کہ اہل اسلام کو گالیاں دیتے ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیث مشہور میں فرماتے ہیں۔

سباب المسلم فسوق۔

”مسلمان کو گالی دینا فسق ہے“

اس حدیث کو امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، امام ابن ماجہ اور حاکم حضرت ابن مسعود سے طبرانی نے انہیں سے الکبیر میں روایت کیا ہے۔ اس کے علاوہ عبد اللہ بن مغفل سے عمرو بن نعمان بن مقرن اور ابن ماجہ سے روایت کی گئی ہے۔ ان کے علاوہ حضرت ابو ہریرہ، حضرت سعد بن ابی وقاص، دارقطنی افراد میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے۔

2 ان کا دوسرا فسق یہ ہے علماء کرام (علیہم الرحمۃ) پر طعن و تشنیع کے تیر برساتے ہیں۔ طبرانی کبیر میں حضرت حسن کے حوالے سے حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ثلاثة لا يستخف بهم الامنافق ذو الشبهة في الاسلام و ذو العلم وامام

مقسط۔

”تین شخص ایسے ہیں جن کی تحقیق کوئی نہیں کرتا سوائے منافق کے ایک وہ جسے اسلام



میں بڑھا پا آیا۔ دوسرا عالم اور تیسرا عادل حکمران۔“

اسے امام احمد بن حنبل نے بھی حضرت حسن کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ اس کے الفاظ بھی طبرانی جیسے ہیں۔

طبرانی اور حاکم عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ليس من امتي من لم يجعل كبيرنا و برحم صغيرنا ويعرف لعالمنا.  
”وہ شخص میرا امتی نہیں جو مسلمانوں کے بڑے کی تعظیم نہیں کرتا چھوٹے پر رحم نہیں کرتا اور عالم کا حق نہیں پہچانتا۔“

مسند الفردوس میں حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”العالم سلطان الله في الارض فمن وقع فيه فقد هلك.  
”عالم زمین میں اللہ تعالیٰ کی سلطنت ہے جس نے اس کی شان میں گستاخی کی ہلاک ہوا۔“

3 وہابیوں کا تیسرا فسق یہ ہے کہ عربوں اور حجازیوں سے بغض رکھتے ہیں اور اپنے دل میں وہ بغض رکھتے ہیں کہ صرف وہی جانتے ہیں۔ قد بدت البغضاء من افواههم وما نخفي الصدور اکبر۔ اس بغض و عناد کی وجہ سے مذہبی مخالفت کے علاوہ علمائے عرب کے وہ فتوے ہیں جو دقیقاً فوجان کی ہدایتی کے بارے جاری ہوئے اور وہ اہل حجاز کے ہاتھوں ذلیل و خوار ہوئے جس سے ہر خاص و عام واقف ہے۔

کچھ عرصہ پہلے پانچ آدمی جو وہابی فرقہ سے تعلق رکھتے تھے حجاز مقدس گئے۔ اپنے آپ کو مہاجر بظاہر کیا اور کوشش کی کہ اپنے نظریات کا پرچار کریں۔ جب مسلمانوں کو ان کی کارستانیوں کی خبر ہوئی تو انہوں نے انہیں وہاں سے نکال دیا۔ وہابیوں نے مشہور کر دیا کہ

اہل حجاز نے مہاجرین کو نکال کر اپنے چہرے پر کالک نکل دی۔ حالانکہ وہ بے وقوف یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ دارالاسلام سے دارالاسلام کو جانا ہجرت نہیں۔ یہ تو مجاورت ہے اور مجاورت چند اولیاء کرام کے علاوہ عوام الناس کے لئے مکروہ تحریمی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اپنے فتاویٰ ”اعطایا الہم یہ فی الفتاویٰ الرضویہ“ میں اس پر تحقیق پیش کر چکے ہیں۔ تو یوں یہ جاہل لوگ جو فضل و کمال کے دعویدار ہیں اس فعل (مجاورت) میں گناہ گار تھے۔ پھر حجاز مقدس میں بدعتوں کو رواج دینے کا عزم بھی رکھتے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں سزا دی۔ ومن یرد فیہ بالحاد بظلم نذقه من عذاب الیم۔ ”جو مکہ معظمہ میں براہ ظلم کسی بے اعتدالی کا ارادہ کرے گا ہم اسے دردناک عذاب دیں گے۔“

ابھی چند دن کی بات ہے اگلے امام العصر جنہیں یہ شیخ النکل کہتے ہیں عرب کے مسلمانوں کے خوف سے دہلی اور بمبئی کے کشتروں سے چٹھیاں لے کر حج پر گئے اور وہاں کیا گزری یہ اسی سے پوچھئے ہو سکتا ہے یہ جھوٹ بولیں۔ لہذا جو حاضرین و ناظرین وہاں موجود تھے ان سے پوچھ لیجئے۔ مکہ مکرمہ سے اشتہار چھپے جو تمام شہروں میں شہرت پا چکے ہیں۔ اس حقیقت سے کوئی بھی انکار نہیں کرتا کہ ان کو تمام علمائے علمائے عرب سے سخت عداوت ہے۔ اور طبرانی مجسم کبیر میں بسند حسن صحیح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔

### بعض العرب نفاق

”عرب سے بغض و عناد منافقت ہے۔“

4 چوتھا فسق یہ ہے کہ عربوں سے عداوت کے باعث یہ انہیں سب وشم کرتے ہیں۔ اس کے بارے ہم گزشتہ صفحات میں بھی لکھ چکے ہیں۔ حضرت امام بیہقی شعب الایمان میں حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من سب العرب فاولئك هم المشرکون۔



”جو اہل عرب کو سب و شتم کریں وہ خاص مشرک ہیں۔“

وہابی فاسق و فاجر ہیں انکی پانچویں دلیل یہ ہے کہ مدینہ منورہ کو پورے عرب پر ایک خاص فضیلت اور برتری حاصل ہے اسی وجہ سے وہابیوں کے دلوں میں مدینہ طیبہ کے ہاسیوں کی بے حد نفرت پائی جاتی ہے۔ اور اس بارے میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

لا یکید اهل المدينة احد الا انما عکما ینما ع الملح فی الماء.

”کوئی آدمی جب بھی مدینہ طیبہ میں رہنے والوں سے مکرو فریب کرے گا وہ اس طرح گھل جائے گا جیسے پانی میں نمک گھل جاتا ہے“ اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے حضرت سعد بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

امام احمد، مسلم، ابن ماجہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من اراد اهل المدينة مسوا اذا به اللہ كما یذوب الملح فی الماء جو اہل مدینہ سے کسی طرح کا برا ارادہ کرے گا اللہ تعالیٰ اسے نیست و نابود کر دے گا جس طرح نمک پانی میں گھل کر اپنا وجود ختم کر دیتا ہے۔

طبرانی کبیر میں عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

من اذى اهل المدينة اذاه الله و عليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين لا يقبل منه صرف ولا عدل۔

”جس نے اہل مدینہ کو تکلیف دی اللہ تعالیٰ اس کو عذاب دے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی اور اس کی نفی اور فرضی عبادتیں قبول نہیں ہوگی۔“

اگر یہ لوگ ان باتوں کا انکار کریں تو ان سے کہیے تعالو الی کلمتہ اللہ سواء بیننا و بینکم۔ اہل حرمین شریفین کے علماء کا مسلک و مشرب ہے آؤ اسے قبول کر لیں۔ اگر

وہ راضی ہو جائیں تو تمہارا ورنہ سمجھ جائیے کہ یہ لوگ اہل حجاز کے دشمن ہیں اور ان کو بھی ہندوستان کے مسلمانوں کی طرح مشرک اور گمراہ جانتے ہیں اگر ایسا ہے اور یقیناً ہے تو پھر اہل حجاز سے عداوت کا انکار کیسے کر سکتے ہیں۔ ان سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ان کے رد میں علمائے حجاز کے نوتے دیکھیے۔

حقیقت اظہر من الشمس ہو جائے گی۔ مذہبی محبت اور نفرت یک طرفہ نہیں ہوتی۔ جب اہل حجاز انہیں شیطان کے پیرو سمجھتے ہیں تو کیا یہ ان سے عداوت نہیں رکھیں گے۔ ان کے امام العصر کو حرمین شریفین حاضری دینے کے لیے کمشنروں سے چٹھیاں لینے کی ضرورت کیوں پڑی۔

6 یہ لوگ اولیاء کرام کے دشمن ہیں۔ یہ مضمون تفصیل طلب ہے جن لوگوں نے وہابیوں کے قائم کردہ اصول و فروع کا مطالعہ کیا ہے وہ بخوبی جانتے ہیں کہ ان کے مذہب کی بنیاد ہی محبوبان خدا کی محبت کو دلوں سے نکالنا اور ان کی شان میں گستاخی کرنا ہے۔ یہاں تک کہ ان کے ہابی مذہب نے واضح الفاظ میں لکھ دیا کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی کو نہیں مانتے یہ لوگ کھلے بندوں اولیاء کرام اور آئمہ عظام کو چوڑھے چھار اور ناکارے کہتے ہیں بلکہ اب تو نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ اس نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے کہہ دیا کہ آپ مر کر مٹی میں مل گئے ہیں۔ اشد مقت اسم علی کل من عادی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علی رسولہ وآلہ و بارک وسلم۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

والدین یؤ ذون رسول اللہ لہم عذاب الیم

”جو لوگ رسول اللہ کو تکلیف دیتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔“

ایک اور جگہ فرمایا۔

لعنہم اللہ فی الدینا والآخر واعد لہم عذابا مہینا



”دنیا اور آخرت میں ان پر اللہ کی لعنت ہے اور اللہ نے ان کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔“

سبحان اللہ۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔

ان اللہ حرم علی الارض ان تاكل اجساد الانبياء

”بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسموں کو کھائے۔“

اسے احمد ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم، ابویعم تمام نے اوس بن ابی اوس ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

زہیر بن بکار ”اخبار مدینہ“ میں اور ابن زہالہ حسن سے مسند روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

من كلمه روح القدس لم يؤذن للارض ان تاكل من لحمه.

”جس سے جبریل نے کلام کیا زمین کو اجازت نہیں کہ اس کا گوشت کھائے۔“

زہیر اور ترمذی راوی ہیں کہ امام ابو العالیہ تابعی نے فرمایا ان لحوم الانبياء لا تبليها الارض ولا تاكلها السباع.

”بیشک انبیاء کے گوشت کو زمین بوسیدہ نہیں کرتی اور نہ ہی درندے گستاخی کے مرتکب ہوئے ہیں۔“

رب قدوس شہداء کے بارے جو انبیاء کے غلام ہوتے ہیں ارشاد فرماتے ہے۔

ولا تقولوا لمن يقتل في سبيل الله اموات بل احياء ولكن لا تشعرون.

”جو خدا کی راہ میں ماریں جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں خبر نہیں۔“

ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله امواتا بل احياء عند ربهم يرزقون

فرحين.

”خبردار! شہیدوں کو مردہ نہ جانید بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی دیے جاتے ہیں اور خوش ہیں۔“

ادھر یہ جاہل مغرور محبوبان خدا سے نفرت کرتا ہے اور حضور سید عالم صلوٰۃ اللہ وسلم علیہ کے بارے نازیبا باتیں کرتا ہے اور صرف اتنا نہیں خود حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث مبارکہ سے یہ مفہوم نکالتا ہے کہ ایک دن میں بھی مرکڑی میں مل جاؤں گا۔ نعوذ باللہ۔ قیامت کو معلوم ہوگا کہ اس گستاخی کی سزا کیا ہے اور پوچھا جائے گا کہ مرکڑی میں ملنے کے الفاظ حدیث کے کن الفاظ کا ترجمہ ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف جھوٹی نسبت کرنا اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینا ہے جھوٹی حدیثیں گھڑنا یا ان کو اپنی پسند کے معانی کا جامہ پہنانا دوزخ کی راہ ہے۔ رب قدوس کا ارشاد ہے۔

ان الذين يفترون على الله الكذب لا يفلحون. متاع قليل ولهم عذاب اليم.

”وہ لوگ جو اللہ پر جھوٹ بولتے ہیں کامیاب نہیں ہوں گے۔ دنیا متاع قلیل ہے اور ان جھوٹوں کے لئے دردناک عذاب ہے۔“

جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں اس قدر گستاخیاں کرتے ہیں تو اولیاء و صلحاء کے بارے کیا کچھ نہ کہتے ہوں گے۔

حدیث قدسی ہے

من عادى لي وليا فقد اذنته بالحرب.

”جو میرے کسی ولی سے عداوت رکھے میں اس کے ساتھ لڑائی کا اعلان کرتا ہوں۔“

اس حدیث کو حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے حوالے سے روایت کیا ہے۔

ایک اور حدیث قدسی ہے



من عادی اولیاء اللہ فقد بارز اللہ بالمحاربة.

”جس نے اولیاء اللہ سے دشمنی کی تو سر میدان خدا کے ساتھ لڑائی کو نکل آیا۔“

اسے ابن ماجہ حاکم اور بیہقی نے زہد میں معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اس میں کوئی علت نہیں ہے۔

اے ارحم الراحمین اپنے نیک بندوں کے طفیل ہمارا خاتمہ ان کی محبت پر ہو۔

7 جیسا کہ ہم گذشتہ صفحات میں بیان کر آئے ہیں کہ ان کے مذہب کا لب لباب یہ ہے کہ گنتی کے چند لوگ بخشش کے مستحق ہیں باقی تمام مشرک و ملحد اور ہلاکت ان کا مقدر ہے جب کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد ہے اذ اسمعت الرجل يقول هلك الناس فهو اهلكهم ”جب تو کسی کو یہ کہتے ہوئے سنے کہ لوگ ہلاک ہو گئے تو وہ ان سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہے۔“

اس حدیث کو احمد اور بخاری نے ادب میں اور مسلم اور ابوداؤد نے ابویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے روایت کیا ہے۔

اس حدیث پاک سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ درحقیقت وہی لوگ ہلاکت عظیم کے مستحق ہیں جو بلا وجہ مسلمانوں پر زبان طعن دراز کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتا ہے فہل یهلك الا القوم الفسقون۔

”کون ہلاک ہوگا سوائے فاسق لوگوں کے“

ان کے حد درجہ فاسق ہونے میں کیا شبہ ہے۔ انبیاء باللہ ستم بالائے ستم یہ کہ یہ لوگ ان حرام کردہ چیزوں کا نہ صرف ارتکاب کرتے ہیں بلکہ انہیں حلال اور مباح سمجھتے ہیں اس سے بھی بڑھ کر اسے بہت بڑی نیکی اور واجب خیال کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسی سوچ سے محفوظ رکھے۔ اگر تاویل کرنے والے کے بارے احتیاط کا حکم نہ ہوتا تو نہ چائیں میں ان کے بارے کیا کچھ کہتا۔ اللہ تعالیٰ نے دیں پر ثابت قدم رہنے اور کلمہ طیبہ کا ادب و احترام

کرنے کی توفیق ہم اہل سنت کو ہی عطا فرمائی ہے۔ بد مذہب لوگ ہمیں گمراہ کہتے ہیں اور ہم پر کفر کے فتوے لگاتے ہیں ہم کسی طرح حد ادب سے باہر نہیں آتے۔ وہ اس فکر میں رہیں کہ ہمیں مشرک ٹھہرائیں ہماری ہمیشہ یہ سوچ ہوتی ہے کہ انہیں مسلمان سمجھیں ان کی ہر وقت یہ کوشش ہے کہ ہمیں مشرک اور بدعتی بنائیں اور ہمیں یہ خیال دامن گیر رہے کہ جیسا بھی ہو انہیں دائرہ اسلام میں ہی رہنے دیں ان کی مثال اس اونٹنی کی ہے جو ہبز جھاڑیوں سے گزر رہی ہو جن میں شیر چھپے بیٹھے ہوں۔ وہ اونٹنی جب آگے دیکھتی ہے تو اسے چیل میدان اور شہر نظر آتا ہے۔ وہ ان ہبز جھاڑیوں پر منہ مارنے کیلئے مہاریں تڑوانے کی کوشش کرتی ہے تاکہ خود بھی ہلاک ہو اور اپنے سوار کو بھی ہلاک کر دے۔ جب کہ سوار ہمیں لگاتا ہے اور تازیانے لگا کر آگے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے تاکہ خود بھی نجات پائے اور سواری بھی نجات پائے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

ہوی فاقنی خلفی وفدایم الہوی

وانی وایاھا لمحتلفان

انصاف کی نظر سے دیکھیں تو اسی بات سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ سچا کون ہے اور جھوٹا کون ہے والحمد للہ رب العالمین ۵ فل کل یعمل علی شاکلہ فربکم اعلم ممن ہو اھدی سبیلہ۔

مذکورہ گفتگو سے کچھ لوگوں کے ذہن میں یہ بات آ سکتی ہے کہ غیر مقلدین اگرچہ ان گناہوں کا ارتکاب کرتے ہیں مگر وہ انہیں عین ثواب اور بھلائی سمجھتے ہیں لہذا انہیں ہم بد مذہب اور کم فہم تو کہہ سکتے ہیں لیکن وہ اس قدر تو بے باک ثابت نہیں ہوتے کہ جسے بنیاد بنا کر کہا جائے کہ ان کے پیچھے نماز نہیں ہوتی اور نہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اپنے فسق و فجور کی وجہ سے وہ بے وضو نماز پڑھا دیں گے یا شرائط نماز میں سے کوئی شرط چھوڑ دیں گے۔



تو اس بارے عرض یہ ہے کہ فاسق و فاجر کی اقتداء اس لئے ممنوع نہیں کہ وہ نماز میں بے احتیاطی کرے گا بلکہ اس وجہ سے ہے کہ امامت میں تعظیم ہے اور فاسق کے بارے شریعت کا یہ حکم ہے کہ اس کی عزت و تکریم نہ کی جائے۔ سو وہابی چونکہ بعض گناہوں کو کارثواب خیال کرتے ہیں تو یوں ان کے فسق و فجور کی نوعیت عام آدمی کے فسق و فجور سے مختلف ہو جاتی ہے۔ گناہ کو گناہ سمجھ کر کرنا اور گناہ کو حلال بلکہ کارثواب سمجھنے میں بڑا فرق ہے۔ برائی کو بھلائی خیال کرنے والا قطعاً اس لائق نہیں کہ اس کی عزت کی جائے بلکہ اس کی اہانت تو عام آدمی سے زیادہ ہونی چاہیے وہ فسق کر رہا ہے اور حرام کو حلال بھی سمجھ رہا ہے۔ جو لوگ وہابیوں کی کارستانیوں سے واقف ہیں وہ بتائیں گے کہ عام وہابی تو کیا ان کے بڑے بڑے شیوخ فسق و فجور اور شریعت کے امور کو ہلکا خیال کرتے ہیں اپنی مثال آپ ہیں۔ جس قدر یہ لوگ بے باک اور سفاک ہیں خدا نہ کرے کہ کسی فاسق سے فاسق کو بھی ان کی ہوا لگے۔ ان کے امام العصر نے رضائی بھتیجی کے ساتھ نکاح کے جائز ہونے کا فتویٰ صادر کر دیا۔ اور یہ نکاح ہوا بھی امام العصر کے ایک شاگرد نے رسالہ لکھا اور بیان کیا کہ حقیقی پھوپھی سے نکاح جائز اور حلال ہے۔ ایک اور شاگرد نے بھانجے کیلئے خالہ کو مباح قرار دے دیا۔ اور ان فتاویٰ پر ان کے استاد نے مہر تصدیق ثبت کی اور ایسے نکاح خود پڑھائے۔ امام العصر نے فریقین سے اجرت لے کر قزوے جاری کئے ایک ہی مقدمہ میں مدعی اور مدعا علیہ دونوں کے پاس ان کا فتویٰ ہونا کتنی بڑی علمی خیانت ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھیں رسالہ ”سیف المصطفیٰ علی ادیان الافراء“ دوسرا رسالہ ہے ”نشاط السکین علی خلق البقر السمین“۔

پھر سلف صالحین اور علماء دین پر بہتان تراشی فرضی کتابوں سے سند لانا۔ خیالی عالموں کے نام گھڑ لینا۔ عبارتوں کو نقل کرتے ہوئے قطع پرید کرنا محدثین پر جرح کرتے ہوئے نسب بدل لینا احادیث اور اقوال کے غلط حوالے دینا اور ان کے علاوہ ان کے مذہبی

رہنما اپنی تصانیف میں جان بوجھ کر ہزاروں چالیں چلے۔ انہیں خبر دیا گیا۔ انہیں الزام دیئے گئے علماء عصر نے ان کی خوب خبر لی لیکن یہ لوگ باز نہ آئے۔ ”سیف المصطفیٰ“ میں انہیں امور کی بیان کیا گیا ہے۔ عزیزم مؤلف رسالہ حفظ اللہ تعالیٰ نے ان کے بڑے بڑے علماء کی ایک سو ساٹھ علمی خیانتوں کو طشت از ہام کیا ہے۔ اب بتائیے یہ لوگ عام فاسقوں سے کیا کم ہیں۔

پھر یہ حقیقت ہے کہ یہ جن مسائل میں اختلاف کرتے ہیں ان میں نفسانیت ظاہر جھلک رہی ہوتی ہے۔ عزیمت کی راہ چھوڑ کر آسانیاں ڈھونڈتے ہیں۔ اس رائے کو کبھی قبول نہیں کریں گے جس میں ذرا بھی مشقت ہو۔ تراویح کے بارے ان کا فتویٰ دیکھئے۔ کہتے ہیں آٹھ ہیں۔ حضرت امام مالک کے قول کو اختیار نہیں کیا کیونکہ اس میں مشقت ہے۔ امام صاحب کے نزدیک نماز تراویح کی 36 رکعتیں ہیں۔ اور نہ ہی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کے مطابق 40 کی بات کرتے ہیں کیونکہ اس میں مشقت ہے۔ چالیس چھتیس اور بیس کو چھوڑ کر آٹھ کی بات کی کیونکہ اس میں آسانی ہے اور بے باکی کا یہ عالم کہ قرآن و حدیث کو اپنی پسند کے معانی پہناتے ہیں آئمہ کے اجماع ان کے نزدیک کوئی حیثیت نہیں رکھتا اور اوہرام طلی کا یہ عالم تو کیا عجب کہ کسی وقت بے وضو اور بغیر غسل کے نماز پڑھا دیں۔ خصوصاً جب کہ سردی کا موسم ہو اور پانی ٹھنڈا ہو۔ کیا یہ پھوپھی خالہ اور بھتیجی کے ساتھ نکاح سے زیادہ تعجب خیز ہے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔ اذا لم تستحی فاصنع ما شئت جب حیاء دامن گیر نہیں تو جو چاہے کرے۔

آمزاکہ حیائیت از ویچ عجب نیست

تیسری دلیل

سب سے پہلے میں نماز اور طہارت کے متعلق ان کے نظریات کو بیان کروں گا تاکہ قارئین کو اندازہ ہو جائے کہ وہ ہمارے مذہب حق سے کس قدر مختلف مذہب رکھتے ہیں۔



جناب مولانا وحی احمد صاحب سورتی کی کتاب ”جامع الشواہد فی الخواج الوہابین عن المساجد“ اس موضوع پر ایک بہترین کتاب ہے۔ ذیل میں ان کی کتاب سے بطور نمونہ چند مسائل حدیث قارئین کے جانتے ہیں۔

1 پانی کتنا ہی کم ہو نجاست کے پڑنے سے ناپاک نہیں ہوتا۔ جب تک رنگ ذائقہ اور بو میں تبدیلی نہ آئے۔ یہ تصریح نواب صدیق حسن خان کی ہے۔ جو دہائیوں کے امام انصر ہیں۔ انہوں نے اس رائے کا اظہار طریقہ محمدیہ ترجمہ مصنف قاضی شوکانی ظاہری المذہب مطبوعہ فاروقی دہلی کے 76 صفحہ پر کی ہے۔ اس کتاب کی تصدیق مولوی نذیر حسین نے کی اور لکھا کہ موحدین اس پر بے دھڑک عمل کریں۔ اس کے دیا پے میں نواب صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ سنت کی اتباع کرنے والے اس پر آنکھیں بند کر کے عمل کریں اور اپنے اہل و عیال کو بھی پڑھائیں۔ اور یہی مضمون فتح المعیث کے صفحہ 5 پر ہے جسے مطبع صدیقی لاہور نے شائع کیا ہے درحقیقت یہ وہی کتاب ”طریقہ محمدیہ“ ہے صرف نواب صاحب نے نام بدل دیا ہے۔ پہلی بار یہ بھوپال سے شائع ہوئی اور دوسری بار لاہور سے ہاں نام بدل دیا گیا۔

گویا چلو بھر پانی میں دو تین ماشے انسان کا یا کتے کا پیشاب مل جائے تو اس سے وضو کیا جاسکتا ہے اور نماز پڑھی جاسکتی ہے۔

2 فتح المعیث کے صفحہ 5 اور طریقہ محمدیہ کے صفحہ 7 پر مصنف نے سات چیزوں کو نجس ٹھہرایا اور ان کے علاوہ باقی تمام کو پاک گردانا ہے۔

عبادت ملاحظہ ہو۔

”نجاست گوہ اور موت ہے آدمی کا مطلق۔ مگر موت لڑکے شیر خوا کا اور لعاب ہے کتے کا اور لینڈ بھی اور خون بھی حیض و نفاس کا اور گوشت ہے سور کا اور جو اس کے سواء ہے اس میں اختلاف ہے اور اصل اشیاء میں پاکی ہے اور نہیں جاتی پاکی مگر نقل صحیح ہے کہ جس

کے معارض کوئی دوسری نقل نہ ہو۔“

گویا ان سات چیزوں کے علاوہ باقی تمام چیزیں پاک ہیں کیونکہ اشیاء میں اصل پاکی ہے۔ جب تک کوئی صحیح نص موجود نہ ہو۔ لہذا ان کے نظریے کے مطابق مرغی کی بیٹ، سور کا پیشاب یا کتے کی منی پانی میں گر جائے خواہ وہ صرف ایک لونا ہی کیوں نہ ہو تو پانی پاک ہے اور اس سے وضو کرنا کپڑے دھونا جائز ہے۔ سو جس شخص کے چہرے جسم اور کپڑوں پر سور کا پیشاب کتے کی منی لگی ہے اس کا جسم اور کپڑے پاک ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بھر میں کہتا ہوں کہ یہ آیت قل لا اجر فیما اوحی الی محوما علی طاعم بطعمہ..... یہ سند کافی ہے۔ اور جس طرح صحیح نص کے بغیر کسی چیز کا نجس ہونا ثابت نہیں ہوتا کہ اصل اشیاء میں طہارت ہے اس طرح حرمت بھی ثابت نہیں ہوئی کیونکہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ لہذا اس اصول کے تحت ایک غیر مقلد کے لئے ان چیزوں کے کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہونا چاہیے۔ مگر یہ تو حلال سب حلال باردا۔

3 نواب موصوف روضہ ندیہ کے صفحہ 12 پر لکھتے ہیں کہ شراب اور خون کی حرمت سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ چیزیں ناپاک بھی ہوں جو انہیں ناپاک بنانا ہے دلیل پیش کرے۔

میں کہتا ہوں شاعر بچارے خواہ خواہ شراب کو حرام گردانتے ہیں اور بلاوجہ پریشان ہوتے ہیں۔ اگر وہ نواب صاحب کی رائے سن لیتے تو یوں کہتے۔

”چھوٹا نہیں شراب کبھی بے وضو کئے۔ قالب میں میرے روح کسی پارسا کی ہے اگر شاعر یوں کہتا تو اس نئی شریعت کی مخالفت بھی نہ ہوتی اور مبالغہ میں زیادتی کی وجہ سے شعر کے حسن میں بھی اضافہ ہو جاتا۔ کیونکہ چھوٹا نہیں سے چھوٹا نہیں میں زیادہ مبالغہ ہے۔“

4 نواب صاحب اپنے صاحبزادہ کے نام سے موسوم کتاب فح المقبول من شرائع



الرسول مطبوعہ بھوپال کے صفحہ 30 پر لکھتے ہیں۔

”شستن منی از برائے استغداد بودہ است نہ بنا برنجاست و ویرنجاست خرو دیگر مسکرات دلپے کہ صالح تمسک باشد موجود نیست واصل در ہمہ چیز ما طہارت است و در نجاست لحم خوک خلاف ست دم مسفوح حرام ست نہ نجس۔“ ملخصاً

منی کو نجس ہونے کی وجہ سے نہیں دھویا جاتا بلکہ اس لئے دھویا جاتا ہے کہ کپڑا یا بدن صاف ہو جائے۔ شراب اور دیگر خشیات کے پلید ہونے پر کوئی صحیح دلیل نہیں جس کو اختیار کیا جاسکے۔ تمام چیزوں میں اصل طہارت ہے اور مردار کے گوشت کے نجس ہونے میں اختلاف ہے۔ دوسرا بہتا خون پلید نہیں مگر حرام ہے۔“

5 اسی فتح المغیث کے صفحہ 6 پر ہے کہ گیزی پر مسح کر لینا کافی ہے یعنی وضو نہ کیجئے بس گیزی پر ہاتھ پھیر لیجئے۔ حالانکہ قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے۔ **وَاغْسِلُوا** برؤسکم۔ اپنے سروں کا مسح کرو۔

6 مولوی نذیر حسین کے شاگرد مولوی محمد سعید ہدایت قلوب قاسیہ کے صفحہ 36 پر لکھتے ہیں۔

جو اپنی بیوی سے جماع کرے اور اسے انزال نہ ہو تو اس کی نماز بغیر غسل کے صحیح ہے۔

7 فتاویٰ ابراہیمیہ مصنف مولوی ابراہیم غیر مقلد مطبوعہ دھرم پرکاش لاہ آباد کے صفحہ 2 پر ہے کہ وضو میں پاؤں دھونا ضروری نہیں مسح کرنا فرض ہے۔ انہوں نے اس مسئلے میں شیعوں کو بھی پیچھے چھوڑ دیا۔ شیعہ بھی دھونے کو فرض کی بجائے جائز سمجھتے ہیں۔

واللہ المستعان علی شوالو فاض وقوم شو من الرفاض۔  
زرا سوچئے یہ لوگ اہل سنت سے کس قدر بغض و عناد رکھتے ہیں۔ اور تعجب ایسی بری چیز ہے کہ انسان خواہ مخواہ مشغول ہو جاتا ہے اور اپنی افتاد طبع سے مجبور دوسرے کو نقصان

پہنچانے پر کمر کس لیتا ہے اور جس قدر ممکن ہو دوسروں سے اختلاف کرتا ہے۔ اگر علی الاعلان ممکن نہ ہو تو خفیہ طور پر کرتا ہے اور خود ہی دل میں ہنستا ہے۔ شیعوں کے بارے میں مشہور ہے مدینہ کی مجلسوں میں جب کوئی جاہل سنی چاہیٹتا ہے تو وہ ان کو شربت پیش کرتے ہیں اور اس میں کوئی نجس چیز ملا دیتے ہیں۔ اسی طرح ہمارے بزرگوں کے نام پر چٹوں پر لکھ کر پاؤں میں بکھیر دیتے ہیں تاکہ وہ انہیں روئیں جان بوجھ کر نہیں روئے تو غیر دانستہ روئیں اسی طرح کھانے کی چیزیں جب کسی نادانف مسلمان کو دیتے ہیں تو ان میں کسی حرام چیز کی ملاوٹ کر دیتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ ان کے دلوں میں اہل سنت کا تعصب ہے۔

غیر مقلدین رافضیوں سے بھی زیادہ متعصب ہیں۔ یہ اہل السنۃ کے تازہ دشمن ہیں۔ ان کی بھی اٹھان ہے۔ اس لئے ان کی بے باکی، جرأت، شدت اور عداوت کو دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اگر ان کی اقتداء کی جائے اور انہیں امام مقرر کیا جائے تو وہ اپنے مذکورہ مسائل پر عمل کریں گے اور مقلدین کے مذہب و مسلک کی ذرہ بھی پاسداری نہیں کریں گے۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ اپنے مذہب پر عمل کرتے ہوئے کبھی بغیر غسل کئے نماز پڑھا دیں۔

تیسری بات جیسے ملحوظ خاطر رکھنا ضروری ہے کہ علماء دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نزدیک حنفیوں، شافعیوں، مالکیوں اور حنبلیوں کی ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھنے کے مسئلے پر خوب گفتگو ہوئی۔ حالانکہ یہ چاروں مذہب حق ہیں اور ان کی اقتداء صحیح ہے۔ لیکن چونکہ بعض مسائل میں اختلاف ہے اسلئے علماء نے یہ رائے پیش کی ہے کہ دوسرے مذہب والا اگر نماز اور طہارت میں ہمارے مذہب کی رعایت نہ کرے اور حرج عن الخلاف کی پرواہ نہ رکھے تو جمہور مشائخ کے نزدیک اس کی اقتداء صحیح نہیں۔ پہلے آپ احتیاط اور رعایت کا مفہوم ذہن نشین کر لیں۔

بعض مسائل میں چاروں اماموں کا اختلاف ہے مثلاً امام شافعی کے نزدیک پچھنے



لگوانے اور خون نکلوانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے۔  
امام ابوحنیفہ کے نزدیک عورت کو ہاتھ لگانے اور آلہ تناسل کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا  
جب کہ امام شافعی کے نزدیک ٹوٹ جاتا ہے دو قلم پانی میں اگر نجاست گر پڑے تو شافعیوں  
کے نزدیک پانی پاک رہے گا اور حنفیوں کے نزدیک پلید ہو جائے گا۔

شافعیوں کے نزدیک ایک ہال کا مسح کرنے سے وضو ہو جاتا ہے ہمارے نزدیک  
چوتھائی سر کا مسح فرض ہے اور اس کے بغیر وضو نہیں ہوتا ہمارے نزدیک وضو میں نیت اور  
ترتیب فرض نہیں ان کے نزدیک فرض ہے۔ اسی طرح کئی دوسرے مسائل میں اختلاف ہے  
تمام اماموں کا ارشاد ہے کہ آدمی کو ایسی بات پر عمل کرنا چاہیے جس میں کسی کا اختلاف نہ ہو  
بشرطیکہ اس سے کوئی کراہت لازم نہ آتی ہو۔ تو جو لوگ شافعیوں میں محتاط ہوتے ہیں وہ  
پچھنے لگوانے اور خون نکلوانے کے بعد وضو کر لیتے ہیں۔ اس طرح احتیاطاً ایک ہال کا نہیں  
بلکہ پورے سر کا مسح کرتے ہیں۔ اور محتاط حنفی بیوی کو ہاتھ لگانے اور آلہ تناسل کو چھونے کے  
بعد وضو کر لیتے ہیں۔ اور ترتیب وضو اور نیت کا اہتمام کرتے ہیں۔ اگرچہ ہمارے امام نے  
ان چیزوں کو لازم نہیں کہا مگر منع بھی تو نہیں کیا۔ اس طرح کرنے سے آدمی بالا اتفاق پاک  
ہو جاتا ہے اور اسے اپنے مذہب کے مطابق اسے وضو پر وضو کرنے کا ثواب مل جاتا ہے۔  
اب جو لوگ احتیاط نہیں کرتے اور دوسرے مذاہب کے خلاف وفاق سے سرکار نہیں رکھتے  
تو علماء کے نزدیک ایسے لوگوں کی اقتداء صحیح نہیں کیونکہ صحیح مذہب پر مقتدی کی رائے کا اعتبار  
ہے۔ جب اس کے نزدیک امام کا جسم پاک نہیں یا وہ وضو سے نہیں یا کسی اور وجہ سے اس کو  
گمان ہے کہ امام کی نماز صحیح نہیں تو وہ ایسے امام کی نماز کو بنیاد بنا کر کیسے نماز پڑھ سکتا ہے۔

خانیہ خلاصہ سراجیہ کفایہ نظم بحر الفتاویٰ شرح فتاویٰ مجمع الانصارہ حاشیہ مراقی الفلاح  
وغیرہا کتب میں اسکی تصریح موجود ہے۔ اسی طرح علامہ سندی علامہ حلبی اور علامہ شامی نے  
اسکی مشائخ سے اور ملا علی قاری نے سلف صالحین سے نقل فرمایا ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں

ہے۔

الاقتداء بشافعی المذهب انما یصح اذا کان الامام یتحامی مواضع  
الخلافاً بان یتوضا من الخارج النجس من غیر سبیلین کالفصد ولا یکون  
متعصبا ولا یتوضا من الماء الداکر القلیل۔ یغسل ثوبه من المعنی ویفرک الباس  
منه ویمسح ربع راسه هكذا فی النہایة الکفایة ولا یتوضا بالماء القلیل الذی  
وقعت فیہ النجاسة کذا فی فتاوی قاضی خان ولا بالماء المستعمل هكذا فی  
السراجیہ۔ (ملخصاً)

”شافعی مذہب والے کی اقتداء میں نماز پڑھنا صرف اسی صورت میں جائز ہے جب  
وہ اختلافی مسائل میں احتیاط برتتا ہو۔ مثلاً پاخانے اور پیشاب کے علاوہ جسم کے کسی اور  
حصے سے نجاست کے نکلنے پر وضو کرتا ہو۔ جیسا کہ پچھنے لگوانا۔ متعصب نہ ہو۔ بہت تھوڑے  
گدلے پانی سے وضو نہ کرتا ہو۔ مٹی نکلنے پر کپڑے دھوتا ہو اور خشک مٹی کو کھرچ ڈالتا ہو۔ کم  
از کم سر کے چوتھے حصہ کا مسح کرتا ہو۔ اسی طرح نہایہ اور کفایہ میں ہے۔ تھوڑے پانی سے  
وضو نہ کرتا ہو جس میں نجاست گر جائے۔ جیسا کہ فتاویٰ قاضی میں ہے۔ اور نہ ہی استعمال  
شدہ پانی سے وضو کرتا ہو۔ جیسا کہ سراجیہ میں ہے۔“

فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔

الاقتداء بشافعی المذهب قالو لا باس به اذا لم یکن متعصبا و ان یکون  
متوضاً من الخارج النجس من غیر السبیلین ولا یتوضا بالماء القلیل الذی  
وقعت فیہ النجاسة۔ (ملخصاً)

”علماء نے فرمایا ہے کہ شافعی ائمہ مذہب امام کی اقتداء جائز ہے بشرطیکہ وہ متعصب نہ  
ہو۔ تھوڑے پانی میں نجاست پڑ جائے تو اس سے وضو نہ کرتا ہو۔ اور پاخانہ اور پیشاب کے  
علاوہ جسم کے کسی اور حصہ سے نجاست (خون، پیپ) نکلنے پر وضو کر لیتا ہو۔“



فتاویٰ امام طاہر بن عبدالرشید بخاری میں ہے۔

الاقتداء بشفعوی المذهب ان لم یکن متعصبا و یكون متوضعا من الخارج من غیر مسیلین ولا يتوضعا بالماء الذی وقعت فیہ النجاسة وهو قدر قلعتین یجوز۔ (ملخصاً) (مذکورہ ترجمہ ملاحظہ کریں)

جامع الرموز میں ہے۔

هذا اذا علم بالاحتراز عن مواضع الخلاف فلو شك فی الاحتراز لم یجز الاقتداء مطلقاً كما فی النظم فلا بأس به اذا لم يتعصب ای لم یغض للحنفی او ساق الکلام فی مسائل المراعاة فجمع واوعی ثم قال لكل فی بحر الفتاویٰ.

جواز اس وقت ہے جب وہ اختلافاتی مسائل میں احتیاط کرتا ہو۔ اور اگر شک ہو کہ احتیاط نہیں کرتا تو بالکل اقتداء جائز نہیں۔ جیسا کہ نظم میں ہے دوسرے مذہب والے کی اقتداء میں کوئی حرج نہیں جب متعصب نہ ہو یعنی حنفی کے بارے بغض نہ رکھتا ہو۔

شرح ملتقى الابحر میں ہے۔

جواز اقتداء الحنفی بالشافعی اذا كان الامام یحتاط فی مواضع الخلاف. "حنفی کا شافعی کے پیچھے نماز پڑھنا صحیح ہے جب امام اختلافی جگہوں میں احتیاط کرتا ہو۔"

علامہ احمد مصری حاشیہ نور الایضاح میں فرماتے ہیں۔

صحة الاقتداء اذا كان یحتاط فی مواضع الاختلاف كان یجدد الوضوء بخروج نحو دم وان یمسح راسه وان یغسل ثوبه من منی او یفرکه اذا جف.....

"شافعی المذہب کی اقتداء صحیح ہے جب وہ اختلاف والی جگہوں میں احتیاط کرتا ہو۔"

مثلاً خون نکلنے پر تازہ وضو کرتا ہو۔ سر کا مسح کرتا ہو۔ منی کو دھوتا ہو یا خشک ہونے پر اسے کھرج ڈالتا ہو۔

رد المحتار میں ہے۔

قال کثیر من المشائخ اذا کان عادته مراعاة موضع الخلاف جاز والا فلا ذکره السندی المتقدم ذكره. قلت وهذا بناء علی ان العبرة لدای المقتدی وهو الاصح.....

بہت سے مشائخ نے فرمایا ہے کہ دوسرے مذہب والا اختلاف والی جگہوں میں احتیاط کرتا ہو تو اس کی اقتداء جائز ہے۔ اور اگر احتیاط نہ کرتا ہو تو اقتداء جائز نہیں۔ اسے علامہ سندھی نے بیان کیا ہے جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ میں (صاحب رد المحتار) کہتا ہوں کہ مقتدی کی رائے اس بارے معتبر ہے یہی صحیح ہے اور یہی اس فتویٰ کی بنیاد ہے۔

رد المحتار میں ہی ہے۔

فی رسالة الاهتداء فی الاقتداء ملا علی القاری ذہب عامة مشائخنا الی الجواز اذا کان یحتاط فی مواضع الخلاف والا فلا.

"ملا علی قاری" کے "رسالہ الاهتداء فی الاقتداء" میں ہے کہ ہمارے اکثر مشائخ جواز کے قائل ہیں جب کہ امام اختلافی مسائل میں احتیاط کرتا ہو۔ ورنہ اقتداء صحیح نہیں۔

اسی طرح دوسری کتب فقہ میں تصریح کی گئی ہے۔

وہی یہ بات کہ علامہ شامی ملا علی قاری کی مذکورہ عبارت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

انه یجوز فی المراعی بغیر کراہة وفی غیرہ معها.

یعنی احتیاط کرنے والے کے پیچھے بلا کراہت جائز ہے اور غیر محتاط کے پیچھے جائز تو ہے مگر مکروہ ہے۔

اس بارے میری رائے یہ ہے عدم صحت کی وجہ سے یہ حنفیہ تصریح کے مخالف ہے۔



لیکن یہ بات میرے نظریہ کی تردید نہیں کرتی کیونکہ میں نے عدم جواز کی بات فساد اور مکروہ تحریمی کی بنا پر کی ہے سو یہ ملا علی قاری اور تصریح حندی دونوں پر منطبق ہوتی ہے۔ اور جو چیز میرے لئے ظاہر ہوئی ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ صحیح ہوگی۔

وہ یہ ہے کہ اسی کا بطلان تو اس وقت ہوگا جب عدم اختیار کو خصوصاً نماز میں آدمی جانتا ہو۔ جیسا کہ اسے علامہ بخاری نے اختیار کیا ہے اور وتر الدر

سبحان اللہ جب بے احتیاط شافعی کے پیچھے نماز جمہور آئمہ کے نزدیک ناجائز ہوئی تو ان بدعتیوں اور متکبروں کے پیچھے کیسے جائز ہوگی۔ ان فاسقوں اور فاجروں کو اہل حق اور اہل ہدایت سے کیا نسبت۔ ان کے پیچھے تو بدرجہ اولیٰ ناجائز اور ممنوع ہوگی۔

خانیہ خلاصہ نہایت کفایت بخر الفتاویٰ شرح فقہیہ اور ہندیہ کی نصوص آپ نے ملاحظہ کیں۔ ان تمام علماء کے نزدیک متعصب شافعی کے پیچھے نماز روا نہیں۔ اور اس کی تفصیل بھی آپ ملاحظہ کر چکے ہیں کہ متعصب شافعی سے مراد وہ شخص ہے جو خفیوں سے بغض رکھتا ہو۔ اب ذرا غور کیجئے کہ وہابیوں کو نہ صرف خفیوں سے بغض ہے بلکہ آئمہ دین کی تقلید کرنے والے تمام مسلمانوں سے عناد ہے۔ خفیوں کو تو وہ ایک آنکھ نہیں دیکھ سکتے۔ لہذا یہ ایک دوسری دلیل ہے کہ ان کی اقتداء جائز نہیں ہے۔

مکر الخ میں محقق صاحب کتاب نے فرمایا ہے کہ تعصب سے فسق لازم آتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تو آپ جانتے ہیں کہ عدم جواز کا معنی یہ ہے حلال نہیں۔ یعنی مکروہ تحریمی ہے۔ اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ اگر اس پر ہندیہ والے اشکال کا اعادہ کیا جائے تو ہم اپنی سابقہ تقریر لوٹا دیں گے۔ اور یہ دلیل ایک اور دلیل کا سبب بنے گی۔ لہذا تمام روایات میرے اس نظریہ کی تائید کر رہی ہیں کہ فاسق اور بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

واللہ سبحانہ بکل شئی علیم۔

## چوتھی دلیل

حضرت امام آئمہ سراج الامہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جو متکلم ضروریات عقائد کی بحث میں (جن میں لغزش موجب کفر ہوتی ہے)

یہ چاہیے کہ اس کا مخالف کوئی غلطی نہ کرے تو وہ کافر ہے کیونکہ اس نے اپنے مخالف کے کفر کو پسند کیا۔ لہذا مخالف کے لئے کفر کو پسند کرنا کفر کو پسند کرنا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایسے مناظر کے پیچھے نماز درست نہیں۔ فتح القدیر میں ہے۔

قال صاحب المجتبى واما قول ابى يوسف لا تجوز الصلوة خلف المتكلم فيجوز ان يريد الذى قرره ابو حنيفة حين رأى ابنه حماد ينظر فى الكلام فنهاه فقال رابعك تنظر فى الكلام ونهاتى فقال كنا تنظر وكان على رؤسنا الطير فحافه ان يزل صاحبنا وانتم تنظرون وتريدون زلة صاحبكم ومن اراد زلة صاحبه فقد اراد ان يكفر فهو كافر قبل صاحبه فهذا هو الخوص المنهى عنه وهذا المتكلم لا يجوز الاقتداء به.

صاحب مجتبى کہتے ہیں کہ امام ابو یوسف کا ارشاد ہے کہ مناظر کے پیچھے نماز درست نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد ایسا آدمی ہو جس کے بارے حضرت امام ابو حنیفہ نے بات کی ہے۔ انہوں نے اپنے بیٹے حماد کو جب علم کلام میں مناظرہ کرتے دیکھا تو منع فرمایا۔ بچے نے عرض کی ابا حضور میں دیکھتا ہوں کہ آپ خود تو علم کلام میں مناظرہ فرماتے ہیں مگر آپ مجھے منع فرما رہے ہیں۔ حضرت امام ابو حنیفہ نے فرمایا ہم اس احتیاط سے مناظرہ کرتے تھے کہ گویا ہمارے سردوں پر پردے بیٹھے ہیں اور ہمیں خوف ہوتا تھا کہ کہیں مد مقابل لغزش نہ کر جائے جب کہ آپ چاہتے ہیں کہ مد مقابل مناظر سے کوئی غلطی ہو۔ پس جس نے یہ ارادہ کیا کہ مد مقابل مناظر سے کفر سرزد ہو تو مد مقابل سے پہلے وہ خود کفر کا ارتکاب کرتا ہے۔ یہی وجہ تھی اپنے بیٹے کو روکنے کی۔ ایسے مناظر کی اقتداء جائز نہیں ہے۔



جب ایسے مناظر کے پیچھے نماز جائز نہیں جس کے انداز سے ظاہر ہوتا ہو کہ وہ درمقابل کے کفر پر راضی ہے تو یہ لوگ جو واضح طور پر متعصب ہیں جن کا مقصد ہی مسلمانوں کو کافر کہنا ہے جو دن رات اسی کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ کسی طرح لوگوں کو باور کرائیں کہ مقلدین آئمہ کافر ہیں۔ وہ اپنی تفسیفات میں اپنی تقریروں میں کھلے بندوں اہل اسلام کی تکفیر کرتے ہیں اور اپنی بات منوانا چاہتے ہیں خواہ اس کیلئے کچھ کرنا پڑے۔ مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ان سے کوئی ایسی لغزش ہو اور جب مسلمان کفر سے محفوظ رہتے ہیں تو انکے غصہ کی کوئی انتہا نہیں رہتی تو ان کے بارے کس قدر سخت حکم ہوگا ورنہ ان کی اقتداء کیسے جائز ہوتی۔

اللہ الہادی الی طریق الہدی

### پانچویں دلیل

یہاں تک گفتگو وہابیوں کے بدعتی اور فاسق ہونے کے بارے تھی کہ چونکہ وہ بدعتی اور فاسق ہیں اس لئے ان کی اقتداء نہیں یہاں ایک اور چیز کو بیان کرنا مقصود ہے جس سے ان کا مسلمان ہونا منکوک ہو جاتا ہے۔ ان سے ایک اتنی بڑی غلطی صادر ہوتی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احادیث اور جمہور علماء فقہ کے اقوال کی روشنی میں ان کا صریح کافر ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور جس کی وجہ سے ان کے پیچھے نماز مطلقاً باطل ٹھہرتی ہے۔

یہ لوگ تقلید کو شرک کہتے ہیں اور آئمہ اربعہ ابوحنیفہ شافعی مالک اور احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کی تقلید کرنے والوں کو مشرک کہتے ہیں۔ اور کسی مسلمان کو مشرک کہنا اس کو صحرانہ کافر کہنا ہے اور پھر ایک در مسلمانوں کو کافر نہیں کہتے لاکھوں کروڑوں کو کافر کہتے ہیں اور صرف آج کے مسلمانوں کو کافر نہیں کہتے گیارہ سو برس کے تمام مومنوں کو جن میں بڑے بڑے محبوبان خدا امام شریعت اسلام کے ستون اور طریقت کے رکن شامل ہیں سب کو کافر کہتے ہیں۔ ان کے ہائی مذہب کا مقتدی جن کی یہ اولاد سے ہے جس سے اس نے علم سیکھا

ہے اور جس کی اقتداء کا یہ دم بھرتا ہے یعنی حضرت شاہ ولی محدث دہلوی اپنے رسالہ ”انصاف“ میں لکھتے ہیں۔

بعد الماتین ظہر بینہم المذہب للمجتہدین باعیانہم فقل من کان لا یعتمد علی مذہب مجتہد بعینہ.

”دو صدیاں گزرنے کے بعد مسلمانوں میں تقلید شخصی شروع ہوئی اور کوئی کم ہی رہا جس نے کسی امام معین کے مذہب پر اعتماد نہ کیا ہو۔“

امام عارف باللہ سید عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی جن کی میزان اور دوسری تصانیف سے وہابیوں کے امام العصر اور بڑے بڑے علماء نے جگہ جگہ استناد کیا اسی کتاب ”میزان“ میں لکھتے ہیں۔

یجب علی المقلد العمل بالا رجح من القولین فی مذہب مادام لم یصل الی معرفة هذه المیزان من طریق الذوق والكشف كما علیہ عمل الناس فی كل عصر بخلاف ما اذا وصل الی مقام الذوق ورأی جمیع اقوال العلماء وبحور علومهم تنفجر من عین الشریعة الاولی مبتدئ منها و تنتهی الیہا فان مثل هذا لا یؤمر بالتعبد بمذہب معین لشہودہ تساوی المذہب فی الاخذ من عین الشریعة. (ملخصاً)

مقلد پر واجب ہے کہ صرف اسی بات پر عمل کرے جو اسکے مذہب میں رائج ہے۔ ہر زمانے میں علماء کا اسی پر عمل رہا ہے۔ البتہ اللہ تعالیٰ کا ولی جو ذوق و معرفت کے ذریعے اس مقام کشف تک پہنچ جائے کہ شریعت مطہرہ کا پہلا چشمہ جس سے یہ چاروں دریا نکل رہے ہیں اسے نظر آنے لگے وہاں پہنچ کر وہ علماء کے تمام اقوال کا مشاہدہ کرے گا کیونکہ یہ دریا اس چشم سے نکلتے ہیں اور پھر اسی میں آ کر گرتے ہیں ایسے شخص پر تقلید شخصی لازم نہیں۔ کیونکہ وہ تو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے کہ سب مذاہب اسی پہلے چشمہ سے یکساں فیض



یاب تو ثابت ہوا کہ جو اجتہاد کے مقام کا آدمی نہ ہو اور نہ کشف اور ولایت کے اس عظیم رتبہ پر پہنچا ہو اس پر کسی ایک امام کی تقلید واجب ہے۔

اسی پر ہر زمانے میں علماء کا عمل رہا ہے۔ یہاں تک کہ حجۃ الاسلام امام محمد غزالی قدس سرہ العالی نے اپنی مشہور کتاب کیمیائے سعادت میں فرمایا مخالفت صاحب مذہب خود کردن ہنجکس روانہ باشد۔

”اپنے امام مذہب کی مخالفت کرنا کسی آدمی کیلئے جائز نہیں“

سبحان اللہ! جب تقلید شرعی معاذ اللہ کفر و شرک ہے تو ہر دور کے علماء اور گیارہ سو سال کے تمام مسلمان سب کا فرار و شرک ہوئے۔ چلو ایسا نہ سہی تو بات تو اظہر من الشمس ہے اور اتنی واضح ہے کہ اس کا انکار دن کو رات کہنے کے مترادف ہے کہ کئی صدیوں سے لاکھوں اولیاء علماء محدثین فقہاء اہل السنۃ کے عام لوگ آئمہ اربعہ کی تقلید اور غلامی کا دم بھرنے والے کلمہ گو جسے دیکھو وہ مقلد ہے کوئی حنفی ہے کوئی شافعی ہے کوئی مالکی ہے۔ اور کوئی حنبلی ہے یہاں تک کہ اہل السنۃ والجماعہ ان چاروں مذہبوں میں منحصر ہیں جس کو اللہ تعالیٰ کے محبوب نے نجات یافتہ گردہ فرمایا ہے سب کا فرار و شرک ٹھہرے۔ نعوذ باللہ۔

سید علامہ احمد مصری رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد آپ ملاحظہ کر چکے ہیں اب قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ملاحظہ کریں جو عالم اسلام کے ایک معتد اور مستند مفسر ہیں۔ آپ طاہرۃ تاجیہ کے ان چار مذاہب میں منحصر ہونے کے بارے ارشاد فرماتے ہیں۔

اهل السنۃ قد افترقت بعد القرون الثلاثة او الاربعة علی اربعة مذاهب ولم یبق فی الفروع سوا هذه المذاهب الاربعة۔

اہل السنۃ تین چار صدیوں کے بعد ان چار مذاہب میں منقسم ہو گئے اور فروع میں ان مذاہب اربعہ کے علاوہ کوئی مذہب نہ رہا اگر آپ طبقات حنفیہ اور طبقات شافعیہ وغیرہما تصانیف ملاحظہ کریں تو دیکھیں گے کہ کیسے کیسے امام اور محبوبان خدا ان چاروں مذہبوں کے

مقلد رہے ہیں جنہوں نے ہمیشہ اپنے آپ کو حنفی، شافعی، مالکی یا حنبلی کہا اور ہمیشہ اسی لقب سے یاد کئے گئے۔ انہوں نے ہمیشہ اپنے ہی مذہب پر فتوے دیے اور ہمیشہ اسی کی ترویج میں کتابیں لکھیں۔ معاذ اللہ یہ سب لوگ تمہارے نزدیک کا فر و مشرک تھے۔

چلو مان لیتے ہیں وہ تقلید شخصی پر عمل پیرا نہیں ہوئے لیکن یہ تو مانتے ہو کہ انہوں نے تقلید کا حکم دیا اور اپنے ارشادات عالیہ سے اس کی ضرورت و اہمیت کو اجاگر کیا۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں۔

مخالفة للمقلد متفق علی كونہ مذکوراً بین المحصلین۔

”تمام بڑے بڑے علماء کا اجماع ہے کہ مقلد کا اپنے امام مذہب کی مخالفت کرنا بڑا گناہ ہے اور انکار کا موجب ہے۔“

شرح نقایہ میں امام بزدوی سے منقول ہے۔

من جعل الحق متعدداً كالمعتزلة اثبت للعاص الخیار من كل مذهب ما يهوا O ومن جعل واحدا كعلمائنا الزم للعاصی اماما واحداً۔

یعنی جن کے نزدیک اختلافی مسائل میں حق کی کئی صورتیں ہیں مثلاً ایک شے ایک مذہب میں حلال ہے دوسرے میں حرام ہے گویا ایک چیز اللہ تعالیٰ کے نزدیک حلال بھی ہے اور حرام بھی تو ایسا کہنے والے عام آدمی کو گویا اختیار دیتے ہیں کہ ہر مذہب سے جو چاہے اخذ کر لے۔ یہ مذہب معتزلہ وغیرہ کا ہے اور جو حق کو ایک مانتے ہیں وہ عام آدمی پر کسی ایک امام کی تقلید کو واجب ٹھہراتے ہیں۔ یہ مذہب ہمارے علماء کا ہے۔“

علامہ زین بن نجیم مصری فرماتے ہیں۔

امام الکبائر فقالو ہی بعد الکفر والزنا واللواط و شرب الخمر و فی لفہ المقلد حکم مقلده۔ (اختصاراً)

بقول علمائے کرام کبیرہ گناہوں میں پہلے کفر ہے۔ پھر زنا، لواطت، شراب نوشی اور



مقلد کا اپنے امام کے حکم کی مخالفت ہے۔  
السلل والنخل میں ہے

علماء الفريقين لم يجوزوا ان ياخذ العاصي الحنفی الا بمذهب ابي حنیفہ والعاصی الشافعی الا بمذهب الشافعی.

”دونوں فریق (حنفی اور شافعی) کے علماء اس چیز کو جائز نہیں سمجھتے کہ ایک عام حنفی امام ابوحنیفہ کی یا عام شافعی حضرت امام شافعی کے سوا کسی دوسرے مذہب پر عمل کرے۔“

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ عقد الجید میں فرماتے ہیں۔

المرجع عند الفقهاء ان العاصی المنتسب الی مذهب له مذهب فلا تجوز له مخالفتہ

فقہاء کے نزدیک راجح مسلک یہ ہے کہ کسی مقلد کو اس مذہب کی مخالفت جائز نہیں جس کی طرف وہ منسوب ہے۔

اب بتائیے تمام چوٹی کے علماء جن سے حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نقل کر رہے ہیں کہ تقلید شخصی کو ترک کرنا صحیح اور جائز نہیں۔ تمام اکابر آئمہ کہتے ہیں کہ ایک ہی امام کی تقلید واجب ہے اور مشائخ کے کلام سے واضح ہے کہ تقلید شخصی کو چھوڑنا گناہ کبیرہ ہے۔ اور جن علماء و فقہاء سے شاہ ولی اللہ السلل والنخل میں نقل کر رہے ہیں کہ تقلید معین کی مخالفت ناجائز ہے یہ سب تو معاذ اللہ تمہارے نزدیک کافر و مشرک ہوئے۔ ان سے بڑھ کر وہ آئمہ دین جنہوں نے اپنی کتابوں میں تقلید کو واجب قرار دیا ہے ان کے بارے تمہارا اعتقاد کیا ہے۔ کیا وہ معاذ اللہ سب کافر و مشرک ہیں۔

یہ مختصر سا رسالہ اہل حق کی اطلاع کیلئے ایک مختصر فتویٰ کی حیثیت رکھتا ہے جو اپنے فقہی حکم کو بہترین طریقے سے ادا کر چکا ہے اس میں اس قدر گنجائش نہیں کہ تقلید کے وجوب کے بارے علماء و مشائخ کی صریح عبارات پیش کروں۔

اگر اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل حال رہی تو انشاء اللہ فقیر اس موضوع پر ایک جامع رسالہ مرتب کرنے والا ہے جس میں ان تمام اقوام کو ایک نئی طرز پر سامنے لاؤں گا۔ اور غیر مقلدین کے مذہبی اصولوں کو ان کے علماء کے اقوال کی روشنی میں ایک ایک کر کے واضح کروں گا۔ انشاء اللہ۔

یہاں میں صرف ان آئمہ دین اور علماء مستندین میں سے چند کے اسماء گرامی تحریر کرتا ہوں جو اپنے ارشادات اور تصریحات کی رو سے غیر مقلدین کے مذہب میں کافر و مشرک قرار پائے ہیں۔ الحیاذ باللہ

1- امام ابو بکر احمد بن اسماعیل جوزجانی

2- امام محمد بن اسماعیل

3- امام کیاہراسی

4- امام اجل امام الحرمین

5- امام محمد غزالی

6- امام برہان الدین صاحب ہدایہ

7- امام طاہر بن احمد بن عبدالرشید بخاری صاحب خلاصہ

8- امام کمال الدین محمد بن الہمام

9- امام علی خواص

10- امام عبدالوہاب شعرائی

11- امام شیخ الاسلام ذکریا انصاری

12- امام ابن حجر مکی

13- علامہ ابن کمال پاشا صاحب ایضاح و اصلاح

14- علامہ علی بن سلطان محمد قاری مکی



- 15 علامہ شمس الدین محمد شارح نقایہ
- 16 علامہ زین الدین مصری صاحب بحر
- 17 علامہ عمر بن نجیم مصری صاحب النہر
- 18 علامہ محمد بن عبداللہ غزالی ترمذی صاحب تنویر الابصار
- 19 علامہ خیر الدین اعلیٰ صاحب فتاویٰ خیر یہ
- 20 علامہ سیدی احمد حموی صاحب ثمر
- 21 علامہ محمد بن علی دمشقی صاحب دروختہ ان
- 22 علامہ عبدالہادی زرقانی شارح مواہب
- 23 علامہ برہان الدین ابراہیم بن ابی بکر محمد بن حسین حسینی صاحب جواہر اخلاطی
- 24 علامہ شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی
- 25 علامہ احمد شریف مصری طحاوی
- 26 علامہ آفندی امین الدین محمد شامی
- 27 صاحب بیہ
- 28 صاحب سراجیہ
- 29 صاحب جواہر
- 30 صاحب مصفی
- 31 صاحب ادب المقال
- 32 صاحب ثناء خانیہ
- 33 صاحب مجمع
- 34 صاحب کشف
- 35 نگیری کے مؤلفین کے بقول ان کے ان کو 500 علماء کی تائید حاصل تھی۔

- 36 شیخ مجدد الف ثانی
  - 37 شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
  - 38 شاہ عبدالعزیز
  - 39 قاضی ثناء اللہ پانی پتی
  - 40 میاں نذیر حسین دہلوی اور ان کے مقلد اور اتباع کرنے والے مگر اس طرح کہ انہیں معلوم تک نہ ہوا کہ اپنے آپ کو کافر و مشرک کہہ رہے ہیں۔
- لطف کی بات یہ ہے کہ ان میں سے بعض ایسے علماء بھی ہیں جن کی عبارتوں کو وہابیوں نے بطور دلیل پیش کیا۔ ان جاہلوں کو اتنا بھی معلوم نہ ہوسکا کہ یہی عبارتیں جن کو ہم دلیل بنا رہے ہیں خود ہمارے مذہب کی جڑ کاٹ رہی ہیں۔ مگر انہوں نے جہالت کی وجہ سے ان کو اپنی کتابوں میں نقل کیا اور عوام الناس کو دھوکہ دینے کیلئے روایتی مکر و فریب سے کام لیا۔ انشاء اللہ میں اس رسالے میں یہ بھی ثابت کروں گا کہ علماء سلف سے ان کا استناد محض دھوکہ ہے وہ اس طریقے سے عام آدمیوں کو بھانسا چاہتے ہیں۔ ان کا مذہب اسلاف کے مذہب سے کوئی تعلق نہیں بلکہ بزرگوں کا مذہب تو ان کے نظریات کی تردید کرتا ہے۔
- انہیں یا تو موافق و مخالف کی تمیز نہیں یا جان بوجھ کر جاہلوں کو اپنے ساتھ ملانے کیلئے سبز باغ دکھاتے ہیں۔ میں اس رسالے میں انشاء اللہ یہ بھی بیان کر دوں گا کہ یہ لوگ جو مباحثہ میں تقلید شخصی کے جواز اور عدم جواز کی بات کرتے ہیں تو صرف دھوکہ دینا چاہتے ہیں کہ دونوں فریق یعنی اہل تعین اور اصحاب تنخیر جواز تعین اور عدم جرج کو تسلیم کئے ہوئے ہیں جن کے نزدیک تقلید سرے سے ہے ہی شرک اور کفر ان کے مسلک سے اسے کیا تعلق۔ پہلے وہ بنیادی بات عدم شرک اور جواز کو طے کر لیں اس کے بعد آگے چلیں۔ یہ چالاک لوگ اپنے لئے راہ کرتا چاہتے ہیں اس لئے ادھر سے ادھر نکل جاتے ہیں اور ہمارے اہل علم ان کی رسی کھلی چھوڑ کر ان سے گفتگو شروع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ گریہ کشتن روز اول باید



ابتداء میں ہی ان فریبوں کی راہ روک لینی چاہیے اور پہلے شرک اور پھر حرمت سے جان بچا لیجئے اس کے بعد بحث کیجئے۔

جو علماء کہتے ہیں کہ صرف ایک امام کی تقلید واجب ہے ان کے اقوال بھی وہابیوں کے مخالف ہیں اور جو کہتے ہیں کہ چاروں میں سے جس کی چاہیں تقلید کر لیں ان کے اقوال بھی وہابی نظریات سے متضاد ہیں۔ اور وہابیوں کے نزدیک دونوں طرف کے علماء مشرک اور گمراہ ہیں۔ میں انشاء اللہ ثابت کر دوں گا کہ اقوال تحفیر ان کی تردید اور تکذیب میں اکمل و اتم ہیں پھر ان کو بطور دلیل پیش کرنا اور ان کو ذکر کرنا عجیب تماشا ہے۔ میں انشاء اللہ ضح کروں گا کہ یہ اپنے مسلک سے بھی ناواقف ہیں۔ ان کے اقوال میں تضاد ہے۔ ایک جگہ کچھ کہتے ہیں تو دوسری جگہ اس سے متضاد کچھ اور کہتے ہیں وجہ یہ ہے کہ ایک نیامذہب ہے۔ آہستہ آہستہ ان کے اقوال ٹھہراؤ آئے گا۔ ان کا دعویٰ کچھ ہوتا ہے دلیل کچھ دیتے ہیں اعتراض کچھ اور ہوتا ہے اور جواب کچھ اور ان کا کوئی خاص مذہب نہیں۔ موقعہ بہ موقعہ بیشتر ابدلتے رہتے ہیں۔ اہل بدعت کا یہی دتیرہ ہوتا ہے۔

میں اصل موضوع کی طرف واپس آتا ہوں۔ یہ لوگ تقلید کو شرک اور کفر کہتے ہیں جس سے ان کے نزدیک ہزاروں علماء اولیاء اور صلحاء کافر و مشرک قرار پاتے ہیں۔ اسی لئے علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ محمد بن عبدالوہاب کے علاوہ باقی تمام لوگ ان کے نزدیک مشرک اور کافر ہیں۔ اور جو شخص کسی مسلمان کو کافر کہے وہ خود کفر میں مبتلا ہوتا ہے کیونکہ حدیث مبارکہ ہے۔ ایما امراء قال لاخیه کافر فقد باء بها احدهما ان کان کما قال والا رجعت علیہ۔

”یعنی جو شخص کسی کلمہ گو کو کافر کہے تو ان دونوں میں سے ایک پر یہ بلا ضرور پڑے گی جسے کافر کہا گیا اگر وہ واقعی کافر ہے تو فیما ورنہ کہنے والا خود کافر ہو جائے گا۔“

اس حدیث کو امام مالک احمد بخاری مسلم ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عمر

رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔ یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اذا قال الرجل لاخیه یا کافر فقد باء بها احدهما۔

”جب کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کو ”اکافر“ کہے تو ان دونوں میں سے ایک ضرور کافر ہوگا۔“

امام احمد امام بخاری اور امام مسلم حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

لیس من دعا رجلا الکفر او قال عدو اللہ ولیس کذاک الا حار علیہ ولا یرمی رجلا بالفسق ولا یرمیہ بالکفر الا ارتدت علیہ ان لم یکن صباحہ کذلک۔ جو شخص کسی کو کافر یا دشمن خدا کہے اور وہ ایسا نہ ہو تو کہنے والا کافر یا دشمن خدا بن جائے گا اور کوئی شخص کسی کو فسق یا کفر کا طعنہ دے تو خود فاسق یا کافر بن جائے گا بشرطیکہ وہ فاسق یا کافر نہ ہو۔

ابن حبان اپنی صحیح ”التقاسیم والانواع“ میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ما اکفر رجلا رجلا قط الا باء بها احدهما ان کان کافرا والا کفر بتکفیرہ۔

”یعنی ایسا نہیں ہو سکتا کہ ایک شخص دوسرے کو کافر کہے اور پھر دونوں نجات پا جائیں۔ جس کو کافر کہا اگر وہ کافر ہے تو فیما ورنہ کہنے والا خود کافر بن جائے گا۔“

کہ یونہی کسی کو مشرک زندیق طہ یا منافق کہا جائے تو اگر وہ مشرک وغیرہ ہے تو ٹھیک ورنہ کہنے والا خود مشرک و زندیق وغیرہ قرار پائے گا۔



عارف باللہ سیدی عبدالغنی بن اسماعیل نابلسی قدس سرہ حدیقہ مدنیہ میں حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔

من دعا رجلاً بالكفر بالله تعالى او بالشرك به وكذلك بالذنوبه والاعاد والنفاق والكفر۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث کے بارے میں انہوں نے یہی فرمایا ہے۔

میرے نزدیک ہر کافر اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے جیسا کہ ان احادیث سے ثابت ہے۔ اور جو کسی مسلمان کو اللہ تعالیٰ دشمن کہے وہ خود دشمن خدا بن جاتا ہے۔ یہ بھی ان احادیث سے ثابت ہے۔ اسے طرح فاسق کا لفظ بھی حدیث میں آیا ہے۔ جب کسی مسلمان کو فاسق کہنے سے کہنے والا فاسق بن جاتا ہے تو مشرک تو بدترین اور غبیث ترین کافر ہوتا ہے۔ تو اگر کوئی شخص کسی مسلمان کو مشرک کہے گا تو خود کافر بن جائے گا کیونکہ شرک بھی تو کفر کی ایک صورت ہے۔

اسکے متعلق گزارش یہ ہے کہ مسلمان ایک آئینہ ہے ترک و ہندو درمن آئینہ کہ اوست جب کوئی کسی مسلمان کو کافر مشرک یا فاسق کہتا ہے تو درحقیقت اس آئینے میں اپنی شکل دیکھ رہا ہوتا ہے۔ تو چونکہ یہ تمام عیوب خود اس کی ذات میں ہوتے ہیں جب اس آئینے کے سامنے جاتا ہے تو خود اپنے عیوب کو دیکھ کر دوسرے پر کفر و شرک کا فتویٰ لگا دیتا ہے۔

یہ باتیں تو حدیث کی تھیں جن کو ماننے کا وہ دعویٰ کرتے ہیں اگرچہ حدیث کی رو سے لایجاوز تو اقسام یہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترتیں۔

اب فقہ کی طرف آئیں امام ابو بکر اعمش وغیرہ جیسے تمام علمائے بلخ اور بعض آئمہ بخارا رحمۃ اللہ علیہم احادیث مذکورہ کی روشنی میں فرماتے ہیں کہ مسلمان کو کافر کہنے والا مطلقاً کافر ہے۔ سیدی اسماعیل نابلسی شرح درود و غرر مولى خسرو میں فرماتے ہیں۔

لو قال للمسلم كافر كان الفقيه ابو بكر الاعمش يقول كافر وقال غيره من مشايخ بلخ لا يكفر واتفقت هذه المسئلة ببخارا فاجاب بعض آئمة بخارا انه يكفر فراجع الجواب الى بلخ انه يكفر فمن افنى بخلاف قول الفقيه ابى بكر رجع الى قوله..... (مختصاً)

اگر کسی شخص نے مسلمان کو کافر کہا تو ابو بکر اعمش فرماتے تھے کہ کہنے والا کافر نہیں ہے جب کہ بلخ کے کئی دوسرے علماء ایسے شخص کی تکفیر نہیں کرتے تھے۔ یہی مسئلہ بخارا میں پیش آیا۔ بخارا کے بعض آئمہ نے کفر کا فتویٰ دے دیا۔ یہ جواب بلخ پہنچا کہ ابو بکر نے تو کفر کا فتویٰ دے دیا ہے۔ جب لوگوں نے یہ بات سنی تو جنہوں نے عدم کفر کا فتویٰ دیا تھا انہوں نے رجوع کر لیا۔

رسالہ بدر رشید اور ملا علی قاری کے فقہ اکبر میں ہے

فرجع الكل الى فتوى ابى بكر البلخي وقالو كفر الشاتم.

تمام نے ابو بکر بلخی کے فتویٰ کی طرف رجوع کر لیا ہے۔ اسی طرح علماء کہتے ہیں سب دشتم کرنے والا بھی کافر ہو جاتا ہے۔ احکام میں اس عبارت کو لکھنے کے بعد کہا گیا ہے۔

وينبغي ان لا يكفر على قول ابى الليث وبعض آئمة بخارا.

کہ ابو الیث اور بخارا کے بعض آئمہ کے نظریہ کے مطابق اسکی تکفیر نہیں کرنی چاہیے۔ فقہاء نے اس کی تفصیل یہ بیان فرمائی ہے اگر کوئی اس اعتقاد سے سب دشتم کرتا ہے کہ وہ مقابل مسلمان ہے کافر نہیں تو پھر کافر نہیں ہوگا اور اگر اسے کافر سمجھتا ہے حالانکہ وہ مسلمان ہے تو کافر ہو جائے گا۔ مثلاً بد معاش اور غنڈوں کو کتاباً گدھا کہہ دیا جاتا ہے لیکن مقصود یہ نہیں ہوتا کہ وہ واقعی گدھے یا کتے ہیں۔

فتاویٰ ذخیرہ فصول عمادونی شرح درود و غرر شرح فتاویٰ تہستانی 'نہر الفائق' شرح وہابیہ علامہ عبدالبر در مختار حدیقہ مدنیہ جوہر اخلاطی فتاویٰ عالمگیری اور رد الحار وغیرہا کی



معتبر کتابوں میں تصریح کی گئی ہے کہ اسی پر فتویٰ دیا جاتا ہے۔

علماء فرماتے ہیں کہ جب اس نے اپنے اعتقاد میں اسے کافر سمجھا حالانکہ وہ کافر نہیں تو گویا اس نے اسلام کو کفر کا نام دیا۔ اور جو اسلام کو کفر کہے بلاشبہ کافر ہے۔

اس کی وضاحت یہ ہے کہ کافر صرف وہی ہے جس کا دین کفر ہے اور ہر آدمی کا کوئی نہ کوئی دین ہوتا ہے۔ اور دین دو بھی نہیں ہو سکتے۔ ایک وقت میں انسان کا صرف ایک دین ہوتا ہے۔ جیسا کہ رب قدوس نے فرمایا۔ اما شاکراً واما کفوراً۔ ایک اور مقام پر فرمایا وما جعلنا لرجل من قلبین فی جوفہ۔

یا تو انسان شکر گزار ہو گا یا ناشکر گزار۔ اور انسان کے پہلو میں دو دل نہیں صرف ایک دل ہے۔ لہذا جو کسی مسلمان کو کافر کہے گا گویا دین اسلام کو کفر کہہ رہا ہے اور جو اسلام کو کفر کہے وہ کافر ہے۔

اب اس سلسلہ میں علماء کرام کی چند عبارات ملاحظہ فرمائیں۔  
ہندیہ میں ہے۔

المختار المفتوی فی جنس هذه المسائل ان القائل بمثل هذه المقالات ان كان اراد اشم ولا يعتقدہ کافراً لا یکفرو ان كان يعتقدہ کافراً فخطابه بهذا بناءً علی اعتقاده انه کافر یکفر کذا فی الذخيرة۔

ایسے مسائل میں فتویٰ اس پر دیا جاتا ہے کہ اگر مسلمان کو کافر کہنے والے کا اعتقاد نہیں تھا صرف اس نے گالی دی تو کافر نہیں ہوگا اور اگر اسے کافر سمجھتا ہے اور اسی بناء پر اسے مخاطب کر کے کافر کہتا ہے تو کافر ہو جائے گا۔ ایسا ہی ذخیرہ میں ہے۔

امام شامی صبر کے حوالے سے ذخیرہ کی اس عبارت میں اضافہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

لانه لما اعتقد المسلم کافراً فقد اعتقد دین الاسلام کفراً۔

کیونکہ جب اس نے مسلمان کو کافر یقین کیا تو اس نے دین اسلام کو کفر یقین کیا۔

در مختار میں ہے۔

عزراً الشتم بيا کافر وهل یکفر ان اعتقد المسلم کافراً نعم والا لا به یفتی  
گالی دینے والے نے مسلمان کو اے کافر کہہ کر بلایا تو اگر وہ مسلمان کے بارے کافر  
ہونے کا اعتقاد رکھتا ہو تو کیا اس کی تکفیر کی جائے گی۔ ہاں اس کی تکفیر ہوگی۔ اور اگر اعتقاد  
نہیں رکھتا تو تکفیر نہیں ہوگی اور اس طرح فتویٰ ہے۔

علامہ ابراہیم اخطائی نے فرمایا۔

المختار للفتویٰ فی جنس هذه المسائل ان القائل اراد به الشتم لا یکفر  
واذا اعتقد کفراً لمخاطب یکفر لانه اعتقد المسلم کافراً فقد اعتقد ان دین  
الاسلام کفر ومن اعتقد هذا فهو کافر۔

”ان مسائل میں مفتی یہ قول یہ ہے کہ اگر قائل کا مقصود محض گالی دینا ہے تو تکفیر نہیں  
ہوتی اور اگر مخاطب کے بارے کفر کا اعتقاد رکھتا ہے تو تکفیر ہوگی کیونکہ جو مسلمان کے بارے  
کافر ہونے کا اعتقاد رکھتا ہے وہ دین اسلام کو کفر یقین کرتا ہے اور اسلام کے بارے ایسا  
عقیدہ رکھنے والا کافر ہے۔“

علامہ عبدالحی نے شرح مختصر الوقایہ میں فرمایا:

قد اختلف فی کفر من ینسب مسلماً الی الکفر ففی فصول العمادية اذا  
قال لغيره یا کافر کان الفقیه ابوبکر الاعمش یقول یکفر القائل وقال غیره  
لا یکفر والمختار للفتویٰ فی جنس هذه المسائل.....

جو مسلمان کی نسبت کفر کی طرف کرتا ہے اس کی تکفیر میں اختلاف ہے۔

فصول عمادیہ میں ہے کہ اگر کوئی شخص دوسرے کو یا کافر کہتا ہے تو فقہ ابو بکر الاعمش  
کے بقول قائل کی تکفیر کی جائے گی اور کئی دوسرے علماء کی رائے یہ ہے کہ تکفیر نہیں ہوگی۔  
ایسے مسائل میں فتویٰ یہ دیا جاتا ہے کہ اگر اس کے بارے کفر کا اعتقاد رکھتا ہے تو کافر ہو



جائے گا اور اگر محض گالی دینا مقصود ہے تو کافر نہیں ہوگا۔

علامہ شمس الدین محمد نے جامع الرموز میں فرمایا:

المختار انه لو اعتقد هذا الخطاب شتماً لم يكفر ولو اعتقدت المخاطب  
كافراً كفر لانه اعتقد اسلام كفوراً كما في العمادی وما في المواقف انه لم يكفر  
بالاجماع اريد به اجماع المتكلمين.

اختیار کردہ نظر یہ ہے کہ اگر مخاطب کو گالی دینا چاہتا ہے تو کافر نہیں ہوگا اور اگر اس  
کو کافر سمجھتا ہے اور اسی بناء پر اسے کافر کہتا ہے تو کافر ہو جائے گا کیونکہ اس نے دین اسلام  
کو کفر یقین کیا۔ ایسا ہی عمادی میں ہے۔ اور مواقف میں ہے کہ اس بالا جماع یعنی متکلمین  
کے اجماع کے مطابق کافر نہیں کہا جائے گا۔

مجمع البیان شرح ملتقى الأبحار میں ہے۔

قذف مسلماً بيا كافر واراد الشتم ولا يعتقده كفوراً فاته يعزور ولا يكفر  
ولو اعتقد المخاطب كافراً كفوراً لانه اعتقد الاسلام كفوراً

مسلمان کو کسی نے گالی کے ارادہ سے اے کافر کہا۔ حالانکہ وہ اسے کافر نہیں سمجھتا تو  
اسے تعزیر لگائی جائے گی اور اس کی تکفیر نہیں ہوگی۔ اور اگر مخاطب کو کافر سمجھتا ہے تو کافر ہو  
جائے گا کیونکہ اسلام کو کفر یقین کر رہا ہے۔

اس موضوع پر اور بھی بہت ساری عبارات ہیں۔

وہابی اہل اسلام کو اعتقاداً کافر اور مشرک کہتے ہیں۔ اس وجہ سے انہیں بڑی دقت  
پیش آتی ہے۔ یہ لوگ اپنی تصانیف میں مسلمانوں کو کافر لکھتے بھی ہیں اور اس پر فتوے بھی  
دیے ہیں تو بالاتفاق ان کا کافر ہونا لازم اور ان کے پیچھے نماز ایسی ہے ہے جیسے کسی یہودی  
نصرانی یا ہندو کے پیچھے پڑھ لی گئی ہو۔ ولا حول ولا قوة الا بالله العلیٰ العظیم۔

سبحان اللہ۔ کہہ کر دکھناقت۔ چاہ کن را چاہ در داہ۔ مسلمانوں کو ناحق مشرک کہنے

والے احادیث صحیحہ اور مذاہب آئمہ کرام اور فقہاء عظام کی تصریحات کے مطابق خود کافر  
قرار پائے۔

دیدہ کہ خون ناحق پروانہ شمع را

چند امان عداو کم شب را سحر کند

ماذا اخلصک یا مشرور فی الخطر

حتی هلکت فلیت اتمل لم تظر

مگر اس کے باوجود بھی ہم احتیاط کرتے ہیں اور یہ جو چاہیں کریں ہمیں ہزار بار کافر و  
مشرک کہیں مگر ہم انہیں کافر یا مشرک نہیں کہتے۔ ہاں اتنا ضرور کہتے ہیں کہ یہ گناہگار  
خطاکار ظالم بدعتی گمراہ کرنے والے راہ راست سے بہت دور دوسروں کو راہ راست سے  
دور کرنے والے ہیں مگر کافر بالکل نہیں۔ نہ ہی مشرک ہیں۔ اپنی جان کے دشمن ضرور ہیں  
لیکن خدا کے دشمن نہیں ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

كفوا لمن اهل لا اله الا الله لا تكفروا هم بلنب فمن اكفر لا اله الا الله فهو  
الى الكفر اقرب.

یعنی لا اله الا اللہ کہنے والوں کو کسی گناہ پر کافر نہ کہو۔ جو لا اله الا اللہ کہنے والے کو کافر  
کہے وہ خود کفر سے نزدیک تر ہے۔

اخرجه الطبرانی فی الکبیر بسند حسن عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

حضرت ابو داؤد و حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ نبی  
کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

ثلاث من اصل الايمان الكف عمن قال لا اله الا الله ولا يكفر بلنب ولا  
يخرجه من الاسلام بعمل الحديث.

تین باتیں ایمان کی اصل ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ کلمہ گو سے زبان روکی



جائے۔ سے کسی گناہ کے سبب کافر نہ کہا جائے اور کسی عمل پر دائرہ اسلام سے خارج نہ بتائیں۔  
دارقطنی، تہذیبی، اور ضیاء عائد بن عمرو المدنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں  
کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

الاسلام یعلو ولا یعلیٰ.

اسلام غالب ہے مغلوب نہیں۔

عقیل حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا تکفروا احداً من اهل القبلة

اہل قبلہ میں سے کسی کو کافر نہ کہو۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے۔

ولا تکفروا احداً من اهل القبلة.

ہم اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہیں کرتے۔

علمائے محققین فرماتے ہیں۔

لا ینخرج الانسان من الاسلام الا بحدود ما دخله فیہ.

کوئی انسان دائرہ اسلام سے باہر نہیں ہوتا مگر اس چیز کا انکار کر کے جس چیز نے  
اسے دائرہ اسلام میں داخل کیا تھا۔

ہمیں یہ احادیث، امام ابوحنیفہ اور علماء کے ارشادات یاد ہیں اس لئے جب تک تاویل  
و توجیہ کے سب قابل احتمال ضعیف راہیں بھی بند نہ ہو جائیں ہم کسی مدعی اسلام کی تکفیر سے  
نہیں کرتے۔

ہاں ان حدیثوں سے یہ بات اظہر من الشمس ضرور ہو جاتی ہے کہ یہ لوگ اہل اسلام  
کے بارے کس بلا کا تعصب و عناد رکھتے ہیں اور یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ یہ کہاں

تک عمل بالحدیث کے دعویٰ میں سچے ہیں۔

والقول یظهر للعبد الضعیف غفر اللہ تعالیٰ لہ ان ہنما فی کلمات العلماء

اطلاقاً فی موضع التقیید کما ہو دا کثیر من المصنفین فی غیر ما مقام وانما.

مگر اس حقیقت میں کوئی کلام نہیں کہ مسلمانوں کو بلاوجہ کافر و مشرک کہہ کر وہابی لوگ

ہزار ہا اکابر ائمہ کی تصریحات کے مطابق کافر ہو گئے۔ کیا یہ کم مصیبت ہے۔ العیاذ باللہ

بجائے اللہ تعالیٰ

علامہ ابن حجر کی اعلام بقواطع الاسلام میں فرماتے ہیں۔

انہ یصبر مرتداً علی قول جماعة و کفی بہذا خساراً و نفریظاً.

کہ بعض علماء کے نزدیک مسلمان کو کافر و مشرک کہنے والا کافر ہے اعتقاد کفر رکھتا ہو یا

نہ رکھتا ہو۔ اور مرتد ہو جانا کوئی کم خسارہ اور نقصان ہے۔

شریعت مطہرہ کے حکم کے مطابق ایسے شخص پر توبہ فرض ہے وہ تجدید نکاح کرے اور

دوبار کلمہ پڑھے۔ جیسا کہ درمختار میں ہے۔ عن شرح الوہابیۃ للعلامة حسن الشو

بنلانی ما یكون کفراً اتفاقاً بیطل العمل والنکاح واولاده اولاد زنی وما فیہ

خلاف یؤمر بالا استغفار والتوبة و تجدید النکاح.

شرح وہابیہ جو علامہ حسن شربلانی کی تصنیف ہے اس سے صاحب درمختار نقل کرتے

ہیں کہ وہ چیز جو بالاتفاق کفر کا سبب بنے اس سے عمل باطل ہو جاتا ہے۔ نکاح ختم ٹھہرتا ہے

اور اس حالت اس کی اولاد ہوئی تو حرام ہوگی۔ اور اگر ایسی بات کی جس کے کفر ہونے میں

اختلاف ہے تو اسے استغفار، توبہ اور تجدید نکاح کا حکم دیا جائے گا۔

اہل سنت کو پرہیز کرنا چاہیے۔ ان کے معاملات میں شریک نہ ہو اور نہ ہی انہیں

شریک کریں جیسا کہ احادیث نقل کی جا چکی ہیں کہ فاسقوں اور بدعتیوں کی ہم نشینی ان سے

ملنا جلنا ممنوع ہے۔ بد مذہب لوگ آگ ہیں اور ان کی صحبت اثر کئے بغیر نہیں رہتی۔ انسان



کی طبیعت کسی وقت بھی یہ اثر قبول کر سکتی ہے۔ دل کی کیفیات بدلتی رہتی ہیں۔  
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

انما مثل المجلس الصالح وجليس السوء كحامل المسك ونافع الكبير  
اما ان تتباع منه واما ان تجدمنه ريحا طيبة ونافع الكبير اما ان يحرق ثيابك  
واما ان تجدمنه ريحا خبيثة .

نیک اور برے ہم نشین کی مثال یوں ہے جیسے ایک عطار ہے اور دوسرا دھوگی دھونکنے والا۔ عطار سے یا تو خوشبو خریدے گا اور کچھ نہ ہو تو بھی خوشبو تو آئے گی۔ اور دوسرا یا تو تیرے کپڑے جلا ڈالے گا یا کم از کم بدبو تو آئے گی۔

اسے بخاری اور مسلم نے حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت کیا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے الفاظ اس طرح ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

مثل مجلس السوء كمثل صاحب الكبير. ان لم يصبك من سواده  
اصابك من دخانه.

یعنی برے شخص کی صحبت ایسی ہے جیسے لوہار کی بھٹی۔ کپڑے کالے نہ ہوئے تو دھواں تو ضرور پھینکے گا۔

اسے ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

حاصل کلام یہ ہے بروں کی صحبت نقصان دہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

انما سمي القلب من قلبه انما مثل ريشه بالفلاة تعلق في اصل الشجرة  
تقلبها الرياح ظهر البطن.

دل کو قلب اسلئے کہتے ہیں کہ وہ بدلتا رہتا ہے۔ اسکی مثال اس پر کی سی ہے جو جنگل کے

کسی درخت کی جڑ سے اٹکا ہے اور ہوائیں اسے پلٹا دے رہی ہیں۔ کبھی سیدھا اور کبھی الٹا۔  
اسے طبرانی نے کبیر میں ابو موسیٰ اشعری کے حوالے سے روایت کیا ہے۔

ابن ماجہ کے الفاظ یوں ہیں۔

مثل القلب مثل الريشة تقلبها الرياح بفلاة.

اسکی سند جید ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اعتبر والارض باسماءها واعتبروا  
الصاحب بالصاحب.

زمین کو اس کے ناموں پر قیاس کرو اور آدمی کو اس کے ہم نشین پر۔ اسے ابن عدی  
نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرقوفاً اور عیسیٰ نے اشعب میں انہیں سے مرقوفاً روایت  
کیا ہے۔ اپنے شواہد کی وجہ سے یہ حسن کا درجہ رکھتی ہے۔

حدیث پاک ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اياك وفريق السوء فانك به تعرف.

”برے دوست سے بچو کہ اسی سے تمہاری پہچان ہوگی“

اسے ابن عساکر نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

جیسے لوگوں کے پاس آدمی کا اٹھنا بیٹھنا ہوتا ہے لوگ اسے ویسا ہی خیال کرتے ہیں۔

بد مذہبوں کے پاس بیٹھنا زہر قاتل ہے۔ بہت ساری معتبر صحیح احادیث میں آیا ہے کہ بروں

کی صحبت میں بے حد نقصانات ہیں۔ اور بڑے خطرے ہیں۔ ان احادیث کے مطالعہ کے

لئے ہمارا رسالہ ”القلبة المسفرة عن احكام الهدى المنفرة“ دیکھیے۔ بہر حال ان لوگوں سے

دور رہنے میں عافیت ہے۔ خصوصاً ان کے پیچھے نماز پڑھنے میں تو احتراز لازم ہے۔ ان کی

اقتداء کو صرف وہی پسند کر سکتا ہے جو دین میں مدہمت پسند کرتا ہے یا عقل سے محروم ہے۔

امام بخاری اپنی تاریخ میں اور ابن عساکر ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت



کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

إِنْ سَرَّكُمْ أَنْ تُقْبَلَ صَلَاتُكُمْ فَلْيُؤْمِكُمْ خِيَارُكُمْ.

اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری نمازیں قبول ہو تو اچھے لوگوں کو امام بناؤ حاکم مستدرک اور طبرانی معجم میں مرشد بن ابی مرشد غنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

ان سرکم ان تقبل صلاتکم فلیؤمکم خیارکم فانہم و فدکم فیما بینکم و بین ربکم.

”اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری نمازیں قبول ہوں تو نیک لوگوں کو امام بناؤ۔ کیونکہ وہ تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان سفیر ہیں۔“

دارقطنی اور بیہقی اپنی سنن میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اجعلوا آئمتکم خیارکم فانہم و فدکم فیما بینکم و بین ربکم.

اپنے نیکو کو اپنا امام بناؤ کیونکہ وہ تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان سفیر ہیں۔

میں کہتا ہوں یہ احادیث اگرچہ ضعیف ہیں لیکن ایک دوسرے کے مؤید تو ہیں کیونکہ تین صحابہ سے مروی ہیں۔ علیہم جمعاً رضوان المولیٰ جل وعلا وتقدس وتعالیٰ۔

الحمد للہ یہ مختصر سا رسالہ جسے میں نے ذی القعدہ کی ابتدائی تاریخوں میں شروع کیا تھا آج بروز سوموار چار ذی الحجہ 1395ء کو اختتام پذیر ہوا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خاتم النبیین بدر سماء المرسلین محمد وآلہ  
فلانمۃ المجتہدین والمقلدین لہم باحسان الی یوم الدین والحمد للہ رب

العالمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ بحمد المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم



